
ماہنامہ نعت لاہور
تہنیت النساء تہنیت کی نعت

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۷ شمارہ ۱۰

تہنیت النسا تہنیتؔ کی نعت

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوھری رفیق احمد باجواہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر
اظہر محمود

قیمت ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۱۶۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

مینجر: اختر محمود

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہو
پبلشر: راجا رشید محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر
خطاط: منظر رقم
بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید، بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۷۴۶۳۶۸۴

تہنیت النسا تہنیت

کی نعت

شاعرہ کے تین نعتیہ دواوین

ذکر و فکر، صبر و شکر اور تسلیم و رضا

کا انتخاب

از

مدیرِ "نعت"



فہرست

یادِ تہنیتؔ

صلی اللہ علیہ وسلم

حمدِ خدائے محمد

ترے ہی بندوں میں پروردگار ہم بھی ہیں
غریب و بیکس و آشفتہ کار ہم بھی ہیں

تُجھی کو مُونسِ بے چارگاں بھی کہتے ہیں
ذلیل و خستہ و محزون و خوار ہم بھی ہیں

ہم ایک خاص تعلّق بھی تُجھ سے رکھتے ہیں
ترے حبیب ﷺ کے خدمت گزار ہم بھی ہیں

اُنھی ﷺ کا نام جَپا کرتے ہیں جو صبح و مسا
وہ خانہ زاد اطاعت شعار ہم بھی ہیں

ہمارے حال سے پھر اتنی بے رُخی کیوں ہے
کہ تیرے فضل کے اُمّیدوار ہم بھی ہیں

نگاہِ لُطف سے ہم کو بھی دیکھ اے مالک
ترے فدائی ترے جاں نثار ہم بھی ہیں

قبولِ حق ہو جو نعتِ نبی ﷺ تو ناز کریں
کہ شاد و بہرہ ور و بختیار ہم بھی ہیں

خدا کے ساتھ نبی ﷺ کو بھی یاد کرتے ہیں
خدا کا شکر، حقیقت نگار ہم بھی ہیں

بُلا ہی لیں گے ہمیں تہنیتؔ کبھی نہ کبھی
کہ اِس جہان میں اک بے قرار ہم بھی ہیں

(تہنیتؔ)

حمد و نعت

عرش پر دیکھ رہا ہے ترا جلوہ کوئی
بر سرِ طور ہے مصروفِ تقاضا کوئی

تیرے دینے کے ہیں انداز نرالے سب سے
تُو جو دیتا ہے تو ہوتا نہیں چرچا کوئی

یہیں پا لیتا ہے کوئی تجھے شہ رگ کے قریب
ڈھونڈتا ہے جو سرِ عرشِ معلّیٰ کوئی

یہ تو سورج سے چکا چوند ہوئی جاتی ہیں
کیونکر ان آنکھوں سے دیکھے ترا جلوہ کوئی

تُو نے محبوب بنایا ہے جہاں میں ان ﷺ کو
جن کا دیوانہ ہے کوئی تو ہے شیدا کوئی

ان ﷺ کو وہ فرد بنایا کہ جہاں میں ایسا
نہ ہُوا، اور نہ ہو گا کبھی پیدا کوئی

وہ ﷺ تو اُمّی تھے مگر حاملِ قرآں جو بنے
معجزہ کہتا ہے کوئی تو کرشمہ کوئی

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

دن کو یاں چین نہ یاں لُطف ہمیں شام میں ہے
اُن ﷺ کے کوچہ میں جو ہے، بس وہی آرام میں ہے

ہونٹ مل جاتے ہیں جب نامِ نبی ﷺ لیتے ہیں
یہ حلاوت، یہ کشش ان ﷺ کے فقط نام میں ہے

پرتوِ زُلف و رُخِ پاک کی کیا شرح کریں
اک عیاں صبح میں ہے، ایک نہاں شام میں ہے

شبِ معراج فلک پر تھے یہ چرچے ہر سو
کیا کشش دیکھیے اس مردِ خوش اندام میں ہے

آپ کو رنج تو ہو گا، پہ ذرا دیکھیے گا
مُبتلا اُمّتِ مرحوم کن اوہام میں ہے

میرے ساقی مجھے مستِ مئے اُلفت کر دے
زندگانی کا عجب لطف ترے جام میں ہے

نعت گوئی کے سوا شغل نہیں کوئی پسند
تہنیتؔ شوق سے مصروف اسی کام میں ہے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثّقلین ﷺ

نظر جس پر کرم کی ہے، وہ فرحاں ہے وہ شاداں ہے
جو محرومِ نوازش ہے، وہ حیراں ہے، پریشاں ہے

غلط ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ پردوں میں پنہاں ہے
اسی کا جلوہ ہے جو ذرّہ ذرّہ سے نمایاں ہے

عطا کی ہیں ہزاروں نعمتیں دنیا میں انساں کو
محمد ﷺ کی غلامی سب سے بڑھ کر فضلِ یزداں ہے

حبیبِ کبریا ﷺ ہیں رحمتؐ للعالمیں ﷺ ہیں وہ
اُنھی کے نور سے ہر ذرّۂ عالم درخشاں ہے

علاجِ درد دل کیا پوچھتے ہو ہمدمو مجھ سے
شفیعُ المذنبیں ﷺ کی دید میرے دُکھ کا درماں ہے

خبر لینا ذرا جلدی، لگا دینا کنارے سے
تھپیڑوں میں ہے کشتی زیست کی اور بحرِ عصیاں ہے

الٰہی! ساتھ ایماں کے اُٹھا دُنیائے فانی سے
ہو سایہ حشر میں خاتونِ جنّتؓ کا یہ ارماں ہے

نہ ہو قلب و نظر معمور و خُرّم تہنیتؔ کیوں کر
"خدا رکھے پیمبر ﷺ کی محبّت جُزوِ ایماں ہے"

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثّقلین ﷺ

آپ ﷺ کی چشمِ التفات
اپنی متاعِ کائنات

اور کا ذکر بے مزہ
بات ہے آپ ﷺ ہی کی بات

آپ ﷺ کی رہ میں ہوں نثار
بس یہی مقصدِ حیات

وجہِ وجودِ زندگی
بن گئی آپ ﷺ ہی کی ذات

کون بیان کر سکے
آپ ﷺ کی بے کراں صفات

جذبۂ شوق کی کمی
دیدہ و دل کی ہے وفات

دیکھ حرم کی سادگی
چھٹ گئے سب تکلّفات

یاد میں اُن ﷺ کی تہنیتؔ
کٹ گئی زندگی کی رات

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

ملی ہے یاد شاہِ انس و جاں ﷺ کی
نہیں ہے فکر اب کون و مکاں کی

میسّر ہوں جنھیں الطاف اُن ﷺ کے
نہیں پروا انھیں سارے جہاں کی

وہی ہیں باعثِ تخلیقِ عالم
اُنھی کے دم سے ہے رونق جہاں کی

اُنھی کے لطف و احساں کی ثنا خواں
بنی خلقت زمیں کی، آسماں کی

تمنّائے دو عالم اُن ﷺ کی ہستی
نہیں حاجت کسی شرح و بیاں کی

مدینہ میں پہنچ جائیں دوبارہ
یہی ہے آرزو اک خستہ جاں کی

عجب ہے تہنیتؔ حالت تمھاری
کہاں رہتے ہو اور دُھن ہے کہاں کی

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

عزمِ طیبہ ہے مگر اُن کا اشارہ بھی تو ہو
اوج پر اپنے مقدّر کا ستارہ بھی تو ہو

یُوں تڑپتے ہوئے جینے میں کوئی عُذر نہیں
ان سے دور اپنا کسی طرح گزارا بھی تو ہو

اک نہ اک وقت نظر ہم پہ بھی پڑ جائے گی
نام طیبہ کے گداؤں میں ہمارا بھی تو ہو

دیکھنے والوں کو وہ جلوہ دکھا دیتے ہیں
قلبِ مضطر میں مگر تابِ نظارہ بھی تو ہو

اپنی بربادی کے منصوبے تو بنتے ہی رہے
چاہنے والوں کی موت اُن ﷺ کو گوارا بھی تو ہو

ہم غریبوں کے لیے اُن ﷺ کو خدا نے بھیجا
بے سہاروں کے لیے کوئی سہارا بھی تو ہو

اُن کے الطاف و کرم منتظرِ سائل ہیں
تہنیتؔ دل سے کبھی ہم نے پکارا بھی تو ہو

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

ہر وقت مرے دل میں ہے ارمانِ مدینہ
یا رب! نظر آ جائے گُلستانِ مدینہ

رہتا ہے شب و روز تصوّر میں ہمارے
وہ گُنبدِ خضرا کہ جو ہے جانِ مدینہ

محبُوبِ خدا ﷺ نازشِ انساں، شہِ خوباں
خورشیدِ ازل ہے مہِ تابانِ مدینہ

ہیں میرِ عجم، فخرِ عرب، رحمتِ عالم
وہ ہادیٔ برحق، شہِ ذیشانِ مدینہ ﷺ

وہ شافعِ محشر ہیں، وہی ساقیٔ کوثر
ہے نورِ خُدا، نورِ درخشانِ مدینہ

دُھل جائیں سبھی داغِ کدُورت مرے دل کے
مائل بہ کرم ہوں جو وہ سلطانِ مدینہ ﷺ

بیتابیٔ دل بڑھتی ہے، یاد آتا ہے جس دم
صحنِ حرمِ پاک، وہ بُستانِ مدینہ

بُھولیں بخوشی دل سے سب آرام وطن کے
اللہ بنا دے ہمیں مہمانِ مدینہ

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

نظریں جمی ہوئی ہیں اُسی مہربان پر
چرچے ہیں جس کے لُطف کے سب کی زبان پر

انساں کو جس نے واقفِ انسانیت کیا
احسان کر گیا ہے جو سارے جہان پر

مزدور اور غریب کے ہر دم رہا قریب
رکھتا تھا جو کرم کی نظر ہر کسان پر

ہوتا ہے ذکر رحمت و شفقت کا جب کبھی
آتا ہے نام اُسی کا ہماری زبان پر

مخلوق کے لیے کرے خالق سے التجا
ایسا زمین پر، نہ کوئی آسمان پر

جو قوم اس کا درس حقیقت سمجھ گئی
پاتی ہے فتح ہر گھڑی وہم اور گمان پر

جان نذر کرنے لے گئے، محروم لوٹ آئے
آتی ہے یاد اس کی، تو بنتی ہے جان پر

ذکرِ نبی ﷺ میں ہم جو تڑپتے ہیں تہنیت
کیوں کر نہ وجد آئے ہمارے بیان پر

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

نہیں ہے کام ہم کو بحر و بر سے
رہے بس واسطہ اُن ﷺ ہی کے در سے

خدا نے ان ﷺ کی خود تعریف کی ہے
بیاں کیا ہو کسی فردِ بشر سے

بجز لُطفِ نبی ﷺ مطلب نہیں کچھ
حکومت سے، نہ ثروت سے، نہ زر سے

دکھائیں جلوہ شاید خواب ہی میں
نہ کیوں ہو انتظارِ شب سحر سے

اسی اُمّید میں زندہ ہیں اب تک
بُلاوا آئے گا اک دن اُدھر سے

کہاں ہم اور کہاں یہ نعت گوئی
ملا ہے فیض شاید اُن ﷺ کے در سے

گزارو تہنیتؔ بس اُن کے دھن میں
ملے ہیں دن بہت ہی مختصر سے

(صبرو شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

مدینے کے وہ دن، وہ دلکش فضائیں
نہ کیوں یاد آئیں، نہ کیوں دل دُکھائیں

وہ فردوسِ گوش اور وہ آنکھوں کی جنّت
مناروں کی رونق، اذاں کی صدائیں

خدا کے کرم سے ملی تھی یہ نعمت
توقع ہی کب تھی کہ واں بار پائیں

نظر آئی جالی جو اک دم مقابل
جو تھی کیفیت دل کی، کیوں کر بتائیں

ادب منع اظہارِ غم کر رہا تھا
تقاضائے دل یہ کہ دل کی سُنائیں

مؤذّن نے نامِ نبی ﷺ جب لیا ہے
یہ جی چاہتا تھا کہ قربان جائیں

یہی آرزو ہے، یہی ہے تمنّا
کہ آقا ﷺ پھر اک بار ہم کو بُلائیں

الٰہی! کچھ افتاد پڑ جائے ایسی
جو جائیں مدینہ تو واپس نہ آئیں

(صبرو شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

دل لگا جب سے مدینے کے مہِ کامل ﷺ میں
چین آتا ہی نہیں ہم کو کسی محفل میں

رُوئے انور کی زیارت سے مشرّف ہو لوں
ہے اگر کوئی تمنّا تو یہی ہے دل میں

آرزو تھی کہ پھر اک بار پہنچ جائیں گے
لوٹ کیا آئے، گرفتار ہوئے مُشکل میں

اب بھی منظر وہی آنکھوں میں پِھرا کرتے ہیں
تازہ رہتی ہے سدا یاد ہمارے دل میں

کاش اس شمع پہ جاں اپنی تصدّق کر دیں
مثلِ پروانہ پہنچ جائیں اسی محفل میں

مضطرب ہیں کہ کسی طرح وہیں دم نکلے
اک رمق جان سی باقی ہے دلِ بسمل میں

تہنیتؔ قافلۂ زیست ہے گُم کردہ راہ
کاش یہ جا کے ٹھہر جائے اسی منزل میں

(تسلیم ورِضا)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

اُن ﷺ کے الطاف یاد آنے لگے
غمِ دنیا کو بھول جانے لگے

کیا وہ واقف نہیں ہیں اپنوں سے
حال کیوں اپنا ہم بتانے لگے

عزمِ طیبہ جو پھر مُصمّم ہے
حوصلے اپنے گُنگُنانے لگے

روشنیٔ حرم کے پرتَو سے
دل کے گوشے بھی جگمگانے لگے

جو بھی پہنچے، بقدرِ ظرف سبھی
اپنی اپنی مراد پانے لگے

آپ ﷺ کی بخششوں کو کیا دیکھیں
اپنی قسمت کو آزمانے لگے

آپ ﷺ کا گھر ہے، اس میں رہیے گا
آپ کیوں میرے دل سے جانے لگے

تہنیتؔ نعت ہے، غزل یہ نہیں
تم تو باتیں بہت بنانے لگے

(صبروشکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

مقصود مِرا لطفِ شہِ ہر دوسرا ﷺ ہے
محبوب مِرا اصل میں محبوبِ خُدا ﷺ ہے

وہ باعثِ تخلیقِ دو عالم ہے حقیقی
اللہ کی قُدرت کا وہی جلوہ نما ہے

وہ نورِ ازل ہے، وہی خورشیدِ ابد ہے
کہنے کو ہے مخلوق، پہ کب حق سے جُدا ہے

گزرے ہیں نبیؑ اور ولیؒ یوں تو ہزاروں
رُتبہ مِرے سرکار ﷺ کا ان سب سے سوا ہے

میں کیا ہوں، زباں میری کرے اس کی جو توصیف
مدّاحِ نبی ﷺ خالقِ کُل ارض و سما ہے

آتے ہیں نبی ﷺ عرش پہ ملنے کو خدا سے
معراج کی شب سب میں یہی شور مچا ہے

مسرُور نہ ہوں کیوں کہ ملی نعمتِ عقبیٰ
پہنچی جو مَیں اس در پہ، مِرا بخت رسا ہے

روضہ پہ بلا لیجئے پھر مجھ کو دوبارہ
یہ تہنیتِ زار کی ہر وقت صدا ہے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

مکاں سے ہم کو غرض ہے، نہ لامکاں سے غرض
جہاں حضور ﷺ کا جلوہ ہو، بس وہاں سے غرض

نصیب لُطفِ نبی ﷺ ہو جہاں، وہیں پہنچیں
کسی زمیں سے غرض ہے، نہ آسماں سے غرض

اُنھی کی راہ میں خود کو نثار کر دیں گے
نہ نام کی ہمیں پروا، نہ ہے نشاں سے غرض

درِ حضور ﷺ ہی مقصود ہے دو عالم میں
فدائیانِ حرم کو بھلا جناں سے غرض؟

حبیبِ حق ﷺ بنیں محبوبِ جملہ موجودات
جو ہے تو ہے یہی تقریبِ کُن فکاں سے غرض

ملی ہیں آنکھیں کہ عین الیقیں میسّر ہو
نہ رہ سکے کسی صُورت کسی گماں سے غرض

زباں ملی ہے کہ وصفِ نبی ﷺ بیاں کریں
جو یہ نہ ہو تو نہیں ہے ہمیں زباں سے غرض

ملا ہے دل کہ تڑپتا رہے اُنھی کے لیے
رکھے نہ مخمصۂ حُسنِ این و آں سے غرض

اُنھی کی یاد میں راحت نصیب ہے ایسی
کہ تہنیتؔ کو نہیں کوئی دو جہاں سے غرض

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

شہِ کونین ﷺ جس کے پاس چاندی تھی نہ سونا تھا
وہ سردارِ دو عالم ﷺ بوریا جس کا بچھونا تھا

جو دیتا تھا دعائیں دشمنوں کو گالیاں سن کر
مشیّت کے مطابق جس کو پتّھر سر پہ ڈھونا تھا

جو تھا انسانِ کامل اور جس کا مقصد و منشا
اسی انسانیت کے رنگ میں سب کو ڈبونا تھا

خدا کا شکر ہے، روضہ تو اُس کا دیکھ آئے ہم
پہ جی بھر کے نہیں دیکھا، دمِ رخصت یہ رونا تھا

تمنّا تھی کہ پھر جائیں گے، پر اب تک نہ بر آئی
وہی ہو کر رہا آخر کہ جو قسمت میں ہونا تھا

نہ تھی وہ کوئی عزّت، پائی تھی جو دین کے بدلے
ہُوا معلوم، یہ پانا نہیں تھا بلکہ کھونا تھا

کرم ہے یہ بھی آخر تہنیّت اس کا، زہے قسمت
مجھے مدّاحِ آلِؓ سرورِ کونین ﷺ ہونا تھا

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

باعثِ زندگی ہے اُنؐ کی یاد
خانۂ دل اسی سے ہے آباد

عمر بھر دید کو تڑپتے رہے
زندگی کی ہے مختصر رُوداد

لیتے ہیں ہر گھڑی اُنھی کا نام
یہی اذکار ہیں، یہی اوراد

ہم ستائے ہُوئے ہیں دنیا کے
کون ان ﷺ کے سوا سُنے فریاد

ان ﷺ کی چشمِ کرم جو ہو جائے
غمِ گیتی سے ہو سکیں آزاد

کیا ڈریں گے کسی سیاست سے
ان ﷺ کے حلقہ بگوش خانہ زاد

تہنیّت پھر مدینہ یاد آیا
دلِ ناشاد پھر ہُوا ہے شاد

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیدُ الثقلین ﷺ

محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام ہم لیتے ہیں عنواں میں
عجب ہستی بنائی حق نے اُن کی بزمِ امکاں میں

وہ ہستی جو بنی فضلِ خدا سے رونقِ گیتی
شرف جس کا نمایاں ہے ابھی تک نوعِ انساں میں

بنا جلوہ اُنھی کا باعثِ رعنائیِ عالم
انھی کا نور ابھی تابندہ ہے مہرِ درخشاں میں

اسی گل سے یہاں سب کو ملا ہے فیضِ رنگ و بُو
کوئی پھول اس طرح کا پھر نہ مہکے گا گلستاں میں

وہ ﷺ محبوبِ خدا ہیں، سرورِ اولادِ آدم ہیں
نہیں ہے ان کا ہمسر رہبریِ راہِ عرفاں میں

اُٹھائیں خدمتِ انساں کی خاطر زحمتیں ایسی
مثال ان کی نہیں ملتی کہیں تاریخِ انساں میں

اُنھی کا ذکرِ خیر اب تہنیتؔ کے لب پہ ہے ہر دم
وہ فرحت اس سے ملتی ہے، نہیں جو صبحِ خنداں میں

(ذکر و فکر)

مدحِ سیدُ الثقلین ﷺ

یہی تو عمرِ دو روزہ میں ایک کام کیا
کہ تم کو یاد بہ ہر حال صبح و شام کیا

نہ صرف اہلِ زمیں کے دلوں میں رہتے ہو
تمھارا اہلِ فلک نے بھی احترام کیا

کبھی تو غارِ حرا میں زمیں پہ لیٹ رہے
کبھی تو عرشِ معلیٰ پہ جا مقام کیا

تمھارے نام کے صدقے، پیام کے قرباں
جہاں میں تم نے کچھ اِس طرح فیض عام کیا

چلا جو رہ پہ تمھاری، خُدائی اُس کی ہوئی
فراہم اس کے لیے عشرتِ دوام کیا

غرض یہ تھی کہ بنیں آپ ﷺ رونقِ محفل
خدا نے کون و مکاں کا جو اہتمام کیا

زہے نصیب گدائے درِ نبی ﷺ بن کر
جو تہنیتؔ نے بالآخر وہیں قیام کیا

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

غلامانِ محمد ﷺ ہیں جو بہرِ امتحاں جاتے
مدینہ گر نہ جاتے ہم تو پھر آخر کہاں جاتے

زہے قسمت، مدینے کی زمیں پر اپنا مدفن ہو
اسی امید پر کیوں کر نہ ہم سے ناتواں جاتے

تمنّا رہ گئی دل میں جو ہم ہندوستاں لوٹے
فدا کرنے کو روضہ پر ہم اپنے جسم و جاں جاتے

زمیں طیبہ کی ہے اپنے لیے تو خُلد سے بڑھ کر
کوئی بتلائے واں جاتے کہ ہم سُوئے جناں جاتے

ابھی تک یاد ہے جدّہ میں بے تابی کا وہ عالم
حرم کے قافلے جب کارواں در کارواں جاتے

جو یاد آتی ہے طیبہ کی تو اب بھی دل تڑپتا ہے
جو ہوتی یاد پھر اپنی تو اور اک بار واں جاتے

مزے لیتے حضُوری کے، مدینے میں اگر رہتے
نہ یُوں راتیں تلف ہوتیں، نہ دن یُوں رائیگاں جاتے

انھی کے در کی نسبت تہنیتؔ ہے باعثِ عزّت
گدائے روضۂ انور ہی رہتے، ہم جہاں جاتے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّدُ الثقلین ﷺ

جب کبھی نامِ نبی ﷺ لینے کو مَیں مُنہ کھولوں
آبِ کوثر سے ضروری ہے کہ اس کو دھو لوں

خالقِ ارض و سما خود ہی بنا مدح سرا
آپؐ کے حُسن کے اوصاف میں کیا کیا بولوں

کہتے ہیں، خواب میں وہ جلوہ دکھا جاتے ہیں
اسی اُمّید میں ممکن ہے کہ دم بھر سو لوں

صبر اور شکر کا درس آج بھی ہے پیشِ نظر
ورنہ جی بھر کے کسی وقت نہ کیوں میں رو لوں

ہاں بتا دینا ذرا بادِ صبا مجُھ کو بھی
عزمِ طیبہ ہے اگر، ساتھ ہی تیرے ہو لوں

راہِ طیبہ میں صعُوبت کی نہیں ہے پروا
خاک چھانوں مَیں، ضرورت ہو تو پتّھر ڈھو لوں

تہنیتؔ مجھ سے کبھی یہ تو نہیں ہو سکتا
درِ عالی کے عوض روضۂ رضواں جو لوں

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

محوِ آلام رہے، موردِ آفات رہے
تم سے غافل نہ کسی دن، نہ کسی رات رہے

تم کو دیکھے تو ہے دراصل وہ چشمِ بینا
ورنہ آنکھوں پہ کسے فخر و مباہات رہے

وقعتِ رونقِ کونین بھلا کیا ہو گی
جب تصوّر میں فقط آپ ﷺ کی اک ذات رہے

آپ ﷺ کی راہ میں بن جاتے ہیں صحرا گلشن
آپ کے در پہ عجب لُطف و مدارات رہے

آپ ﷺ کے شوق میں ہر شوق کو ہم بھول گئے
حرمِ پاک میں کچھ اور ہی حالات رہے

بس یہی ضد ہے، پھر اک بار مدینہ آؤں
لاج رکھ لیجیے اتنی کہ مِری بات رہے

ہے تمنّا کہ وہاں دیدہ و دل نذر کروں
تہنیت ساتھ مِرے بس یہی سوغات رہے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

حضورُ ﷺ آپ کے شیدا سلام کہتے ہیں
غریب و بیکس و رُسوا سلام کہتے ہیں

زہے نصیب جو یہ آپ تک پہنچ جائے
غلام آپ کے آقا ﷺ سلام کہتے ہیں

درِ نبی ﷺ پہ پہنچنے کے شوق کا طوفاں
دلوں میں جن کے ہے برپا، سلام کہتے ہیں

درود بھیجتے ہیں آپ پر جو صبح و مسا
بہ ہر نفَس شہِ بطحا ﷺ سلام کہتے ہیں

نہ صرف اہلِ زمیں، اہلِ آسماں بھی سدا
زِ سوئے عرشِ معلّیٰ سلام کہتے ہیں

ہماری جان بھی ہو جائے آپ پر قرباں
قبول کیجیے مولا ﷺ سلام کہتے ہیں

متاعِ کون و مکاں پر درود پڑھتے ہیں
بہارِ گلشنِ زیبا! سلام کہتے ہیں

(صبر و شکر)

مدحِ سید الثقلین ﷺ

ملا اُن ﷺ کا نہ ہم رتبہ، نہ ثانی
زمانے نے بہت کچھ خاک چھانی

محمد ﷺ سرورِ کون و مکاں ہیں
نہیں قیدِ زمانی و مکانی

خدا نے جس سے کی تخلیقِ عالم
محمد ﷺ کا تھا نورِ جاودانی

رہا محرومِ نعمت ہائے کونین
کسی نے قدر ان ﷺ کی گر نہ جانی

رہے بے روح بے ذکرِ محمد ﷺ
لکھے گر کوئی دنیا کی کہانی

وہ دنیا جو ہے تفسیرِ محمد ﷺ
وہ دنیا جو ہے خود گنجِ معانی

یہیں کے کام رہ جائیں گے باقی
یہ دنیا تہنیت ہے گرچہ فانی

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیدُ الثقلین ﷺ

وہ خوش نصیب تھے جو ہم نشیں ہُوئے ہوں گے
فدائے گیسوئے رُوئے مبیں ہوئے ہوں گے

جنھیں نصیب تھی دیدارِ یار کی دولت
جو مستِ بادۂ عین الیقیں ہوئے ہوں گے

شرف ملا جنھیں آقا ﷺ سے ہم کلامی کا
جو پائے بوسِ شہِ خوش جبیں ﷺ ہوئے ہوں گے

مجھے بھی کاش یہ نعمت نصیب ہو جاتی
یہ بخت کیوں مرے ایسے نہیں ہوئے ہوں گے

حرم میں جابجا اس شوق میں کیے سجدے
حضور ﷺ جلوہ فگن بس یہیں ہُوئے ہوں گے

کوئی بھی ہمسرِ ماہِ مدینہ ﷺ ہو نہ سکا
جہاں میں یوں تو ہزاروں حسیں ہوئے ہوں گے

نبی ﷺ کی مدح سرائی میں تہنیت کتنے
غلام داخلِ خُلدِ بریں ہُوئے ہوں گے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

حق کے پیارے جو خیر البشر ﷺ بن گئے
سارے عالم کے نورِ نظر بن گئے

دی غلاموں کو دُنیا میں وہ حیثیت
تھے جو ذلّت میں، اب معتبر بن گئے

صنفِ نسواں کو بخشی نئی آبرو
بخت بگڑے تھے اس کے، مگر بن گئے

یہ بھی اڑنے لگا آسمانوں پر اب
اب تو انساں کے بھی بال و پر بن گئے

ان سے پایا مدینے نے ایسا شرف
سجدہ گہ واں کے سب رہ گزر بن گئے

شمع اک ایسی روشن وہاں ہو گئی
جس کے پروانے جنّ و بشر بن گئے

راہِ طیبہ میں کوئی نہ بے کس رہا
ان کے الطاف یوں ہم سفر بن گئے

دل کی دل میں رہیں آرزوئیں سبھی
گھٹ کے ارمان جی کا خطر بن گئے

(صبروشکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

پھر نہ آئیں ہم آگہی کے قریب
محوِ حیرت رہیں کسی کے قریب

رہے نظروں میں گنبدِ خضرا
ان کا جلوہ ہو زندگی کے قریب

مستِ حُبِّ نبی ﷺ رہیں ہر دم
کبھی آئیں نہ ہم خودی کے قریب

تیرگی ہند میں ستاتی ہے
جائیں طیبہ کی روشنی کے قریب

سر بہ سجدہ رہیں، اُٹھیں نہ کبھی
پھر جو پہنچیں درِ نبی ﷺ کے قریب

عُمر گزرے اُنھی کے روضے پر
جان دے دیں گے ہم انھی کے قریب

تہنیت ہجر میں ملول نہ ہو
دن ہیں اب تیری حاضری کے قریب

(ذکروفکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

جب شعورِ خیر و شر ہونے لگا
شہرۂ خیرُ البشر ﷺ ہونے لگا

روئے انور کی جھلک ہے ضوفشاں
سینۂ شمس و قمر ہونے لگا

آپ ﷺ کی چشمِ کرم جس پر پڑی
رہنمائے بحر و بر ہونے لگا

آپ ﷺ کی تاثیرِ صحبت سے ہر اک
صاحبِ فکر و نظر ہونے لگا

دخلِ شیطاں قلب میں انسان کے
مختصر سے مختصر ہونے لگا

رحمتٌ للعالمیں ﷺ کے فیض سے
نورِ ایماں جلوہ گر ہونے لگا

اشتیاقِ بارگاہِ قدس پھر
باعثِ عزمِ سفر ہونے لگا

تہنیتؔ اُنؐ کی نوازش ہے کہ پھر
کچھ علاجِ چشمِ تر ہونے لگا

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

گر خدا چاہے تو ہم بہرِ سفر جائیں گے
ہمدمو! بس یہ نہ پوچھو کہ کدھر جائیں گے

کششِ طیبہ کچھ اس طرح لیے جاتی ہے
ایسی رفتار سے کیا برق و شرر جائیں گے

ان کے دربار کی شرکت کے مزے لوٹیں گے
حرمِ پاک میں جب شام و سحر جائیں گے

رحم آ جائے گا ہم جیسے سیہ کاروں پر
سامنے ان کے جو با دیدۂ تر جائیں گے

ساتھ چھوڑیں گے ہم اُن کا نہ بہ روزِ محشر
ہم بھی جائیں گے اُدھر ہی، وہ جدھر جائیں گے

وہ بُلا لیں گے پھر اک بار، یقیں ہے اس کا
پھر نہ لوٹیں گے کبھی، اب کے اگر جائیں گے

تہنیتؔ نزع میں وہ سامنے آ جائیں اگر
دیکھ کر روئے نبی ﷺ چین سے مر جائیں گے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّدُ الثقلین ﷺ

خراب گزری ہے، آشفتہ کار گزری ہے
نہ پُوچھو، کیسی شبِ انتظار گزری ہے

اب ایسے لُطف سے شاید کبھی نہ گزرے گی
مدینہ میں جو سرِ رہ گزار گزری ہے

فضول لگتی ہے اب ہر چمن کی رنگینی
نظر سے اپنی اک ایسی بہار گزری ہے

نثار دیدہ و دل اُن کے در پہ کر دیں گے
ہمارے دل میں یہی بار بار گزری ہے

ہماری زیست کی گزری ہے جو گھڑی ہر اک
تمہارے لُطف کی امیدوار گزری ہے

تمہاری شان کسی کو نصیب ہو نہ سکی
اگرچہ خلقِ خدا بے شمار گزری ہے

جہاں سے تہنیتؔ آخر گزر گئی لیکن
تمہاری یاد میں وہ بے قرار گزری ہے

(صبر و شکر)

مدحِ سیّدُ الثقلین ﷺ

تیرہ و تاریک تھا کون و مکاں اُن ﷺ کے بغیر
زندگی ہوتی نہ ہرگز جاوداں ان ﷺ کے بغیر

اک معمّہ تھی سراسر کائناتِ رنگ و بو
حل نہیں سکتا تھا یہ سرِّ نہاں ان ﷺ کے بغیر

نُورِ ایماں سے مُنوّر کر دیا انسان کو
زندگی برسوں رہی بے روح و جاں ان ﷺ کے بغیر

ذاتِ مطلق کو سمجھنے کی سُلجھا دیں گُتھیاں
روحِ انساں ہو نہ سکتی شادماں ان ﷺ کے بغیر

دہر میں سوزِ دروں سے کوئی واقف ہی نہ تھا
کیف سے محروم تھی سب داستاں ان ﷺ کے بغیر

اُمّتِ مرحوم پھر محتاجِ لطف و فیض ہے
راہ گم گشتہ سا ہے یہ کارواں ان ﷺ کے بغیر

کوئی اور آباد کر سکتا نہیں ان ﷺ کے سوا
تہنیتؔ ویراں ہے دل کا آشیاں ان ﷺ کے بغیر

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیّدُ الثّقلین ﷺ

کچھ کارگر نہیں ہے جو ہو آرزوئے خام
آہِ سحر گہی ہو کہ ہوں نالہ ہائے شام

عشقِ نبی ﷺ ہے مقتضئ پیرویٔ حق
جو راہِ راست پر ہیں، وہ ہیں فائز المرام

دل ہے وہی کہ ہو غمِ انساں سے مضطرب
وہ فیض ہی نہیں ہے، نہ ہو جو کہ فیضِ عام

منزل کا شوق ہے تو سفر میں لگے نہ دل
جاری بہ ہر نفس ہیں یہی نامہ و پیام

یادِ نبی ﷺ ہے وجہِ سکونِ دل و جگر
یہ لُطف عارضی نہیں، ہے لذّتِ مُدام

ملتا ہے لطفِ خاص سدا ہر گھڑی ہمیں
آتا ہے بار بار لبوں پر جو اُن ﷺ کا نام

وہ یاد آ رہے ہیں بہر طور تہنیتؔ
دل کو قرار ہے، نہ سکوں ہے بہ وقتِ شام

(صبرو شکر)

مدحِ سیّدالثّقلین ﷺ

کرو جب یاد محبوبِ خدا ﷺ کو
رکھو وِردِ زباں صَلِّ عَلیٰ کو

مدینہ، اے سکونِ دل کی بستی
"نہ بھُولیں گے کبھی تیری فضا کو
وہ گُنبد اور وہ روشن منارے
بڑھاتے تھے جو آنکھوں کی ضیا کو
حرم کی وہ اذانِ رُوح پرور
عطا کرتی تھی موسیقی ہَوا کو
تصوُّر میں حرم آتا ہے فوراً"
کبھی جو ہاتھ اُٹھتے ہیں دُعا کو

رہیں کیوں کر نہ مدّاحِ نبی ﷺ ہم
کہ تعریف اُن کی بھاتی ہے خدا کو
ہر اک ہوتا ہے دامن بھر کے واپس
نہیں وہ بھُولتا ان کی عطا کو
سُنا ہے، آئیں گے وہ وقتِ آخر
ابھی سے یاد کرتے ہیں قضا کو
مدینے میں پہنچ کر تہنیتؔ ہم
دعائیں دیتے ہیں بختِ رسا کو

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

غیروں کا ستم ہم سے سہا بھی نہیں جاتا
اور آپ ﷺ سے مایوس ہُوا بھی نہیں جاتا

سُننے کے ہے قابل دلِ غم دیدہ کی روداد
ہم سے تو یہ احوال کہا بھی نہیں جاتا

سُن لیجے خدا را کہ نہ رہ جائے یہ شکوہ
اب حالِ دلِ زار سُنا بھی نہیں جاتا

یاد آپ ﷺ کے الطاف کی تڑپاتی ہے ہر دم
یہ زخم کسی طرح سِیا بھی نہیں جاتا

زندہ ہیں مگر شوق میں مرتے ہیں وہیں کے
دور اب تو مدینہ سے جیا بھی نہیں جاتا

کیا تہنیتؔ اب چھُوٹ گیا صبر کا دامن
خاموش مگر تم سے رہا بھی نہیں جاتا

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

لُطفِ حبیب ﷺ پر جو ہمیں اعتبار ہے
دل محوِ شُکرِ رحمتِ پروردگار ہے

دنیا میں یوں تو ایک سے اک خوب ہے مگر
ذاتِ حضور ﷺ حُسن کا اک شاہ کار ہے

شوقِ درِ نبی ﷺ میں تڑپتا ہے دل سدا
ایک اور باریابی کا اُمّیدوار ہے

لوٹ آئے ہم مدینے سے، اب تک ہے یہ ملال
محرومیٔ نصیب پہ دل شرمسار ہے

منظر وہیں کے رہتے ہیں آنکھوں میں ہر گھڑی
یادِ حرم میں قلبِ حزیں بے قرار ہے

گزری ہے خوابِ غفلتِ دنیا میں زندگی
اُمّیدوارِ مرحمتِ کردگار ہے

ہے اعتراف اس کو گناہوں کا سربسر
نادم بہت ہی تہنیتؔ دل فگار ہے

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

وُسعتِ کشمکشِ زیست پہ چھا جاتے ہیں
وہ ہیں خوش بخت، مدینہ میں جو آ جاتے ہیں

جزوِ ایماں یہ عقیدہ ہے کہ الطافِ نبی ﷺ
سب کی بگڑی ہُوئی تقدیر بنا جاتے ہیں

بخت خوابیدہ ہیں جن کے، وہ ستم کے مارے
اپنی قسمت کو وہاں آ کے بنا جاتے ہیں

جھولیاں بھرتی ہی رہتی ہیں حرم میں ان کی
ہاتھ اٹھائے ہُوئے جو بہرِ دعا جاتے ہیں

جب اٹھاتے ہیں نظر گنبدِ خضرا کی طرف
جلوے کونین کے آنکھوں میں سما جاتے ہیں

یاد آتے ہیں حرم کے جو مناظر پیہم
جذبۂ شوق کو کچھ اور بڑھا جاتے ہیں

قلبِ مضطر کی خبر سُوئے حرم پہنچا دے
تیرے جھونکے جو اُدھر بادِ صبا جاتے ہیں

منتظر ہیں کہ وہیں یاد ہماری ہو گی
ان کے دیوانے کہیں اور بھلا جاتے ہیں

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

تمہارے لُطف کا جب سے کیا یقیں ہم نے
کبھی نہ اور کے در پر رکھی جبیں ہم نے

تمہارے در پہ جو حاصل ہُوا سکون و قرار
وہ لُطف پھر کبھی پایا نہیں کہیں ہم نے

تمہاری شان کا کوئی نظر نہیں آیا
حسین دیکھے ہیں لاکھوں سرِ زمیں ہم نے

خیال ہی میں تمہارے کٹے ہیں دن سارے
تمہاری یاد میں راتیں گزار دیں ہم نے

تم ہی سمائے ہوئے ہو سدا تصوّر میں
تمہیں کیا ہے کچھ اِس طرح دل نشیں ہم نے

کسی کے منہ سے جو نکلا کبھی تمہارا نام
خیال ہی میں تمہاری بلائیں لیں ہم نے

نبی ﷺ کی یاد لکھاتی ہے تہنیت ہم سے
غزل کبھی کوئی یوں ہی لکھی نہیں ہم نے

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

ہم کو جو ہیں آپ ﷺ کے کرم یاد
دل کے نہیں کوئی ستم یاد

رہتی ہے خلش نفس نفس میں
آتا ہے جو پے بہ پے حرم یاد

سرمستِ نگاہِ لُطف ہیں ہم
ہم کو تو نہیں ہے جامِ جم یاد

چُومیں گے حرم کا چپّا چپّا
آئیں گے جو آپ ﷺ کے قدم یاد

اے بادِ بہارِ کُوئے طیبہ
کرتے ہیں ہمیشہ تجھ کو ہم یاد

ہے یاد وہ دلکشی حرم کی
رہتے نہ تھے جب غم و الم یاد

منزل ہے وہی سفر میں ایسی
آتی ہے جہاں وطن کی کم یاد

اے بارگہِ حبیب ﷺ اب تک
ہو گی تجھے میری چشم نم یاد

اللہ کرے کہ ہم کو رکھیں
میرِ عرب و شہِ عجم ﷺ یاد

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

کب آپ ﷺ کا در جلوہ گہِ عام نہیں ہے
کب شام و سحر دور میں واں جام نہیں ہے

بخشا ہے شرف ہم کو حضوری کا تمھی نے
اب ہم کو کسی اور سے کچھ کام نہیں ہے

وہ صبح نہیں جس میں نہ ہو ذکر تمھارا
جو یاد سے خالی رہے، وہ شام نہیں ہے

پھر پاس بُلا لیجیے اے شاہِ مدینہ ﷺ
ہم ہند میں جیتے تو ہیں، آرام نہیں ہے

طیبہ سے بہت دور ہیں، بے لطف ہے جینا
وہ صُبح میسّر نہیں، وہ شام نہیں ہے

ہو پیشِ نظر گُنبدِ خضرا دمِ آخر
اس سے تو کوئی اور خوش انجام نہیں ہے

ہر شعر مرا تہنیت اک نالۂ دل ہے
اس سے مجھے منظور کوئی نام نہیں ہے

(صبر و شکر)

مدحِ سیّدُ الثّقلین ﷺ

ازل میں نورِ نبی ﷺ ہویدا ہوا ہے جنّ و بشر سے پہلے
نمودِ شام و سحر سے پہلے، وجودِ شمس و قمر سے پہلے

تمھارے حُسنِ جہاں نما سے ہُوا ہے عرشِ بریں مُنوّر
زمیں سے پہلے زماں سے پہلے حجر سے پہلے شجر سے پہلے

ملا نہ رُتبہ کسی کو ایسا کہ خود ثنا خواں خُدا ہو جس کا
نبیؑ اگرچہ بہت ہیں گزرے جنابِ خیر البشر ﷺ سے پہلے

ہُوئی ہیں آسان مشکلیں سب ہُوئے روانہ جو سُوئے طیبہ
عجب کشاکش میں زندگی تھی ہماری عزمِ سفر سے پہلے

حبیبِ حق ﷺ ضامنِ شفاعت ہے دل میں آلِ نبیؐ کی الفت
یہ زادِ رہ مل گیا ہے ہم کو رہِ عدم کے سفر سے پہلے

ہُوئی ہے اب موت بھی گوارا کہ تہنیتؔ مل گیا سہارا
مٹی جو دل میں تھی اک خلش سی کسی کے لطف و نظر سے پہلے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّدُ الثّقلین ﷺ

حضور ﷺ پھر ہمیں ایماں کی پُختگی مل جائے
عمل کا شوق ملے، ذوقِ آگہی مل جائے

نصیب پھر سے ہو سرمایۂ یقیں ہم کو
نظر کو نُور ملے، دل کو روشنی مل جائے

ملے وہ روح کو بالیدگی، شگفتہ دلی
علاجِ پستی و احساسِ کمتری مل جائے

خدا کرے کہ یہ غفلت، یہ بے بسی نہ رہے
خدا کرے کہ دل و جاں کو تازگی مل جائے

پھنسیں نہ کشمکشِ دولت و سیاست میں
بقولِ شاعرِ مشرقؒ قلندری مل جائے

بھٹک رہے ہیں جو ہر سُو تلاشِ منزل میں
اُنھیں پھر اُسوۂ حسنہ سے رہبری مل جائے

دماغ صُبحِ بہاراں کی تازگی پائیں
دلوں کو پھر سے گُلوں کی شگفتگی مل جائے

اگر یہ سب کسی صورت نہ مل سکیں، نہ سہی
بس اک نگاہِ کرم ہم کو آپ ﷺ کی مل جائے

اِسی کے دیر سے محتاج ہیں مسلماں سب
ملے جو یہ تو ہمیں تہنیتؔ سبھی مل جائے

مدحِ سیدُ الثقلین ﷺ

بندۂ محبوبِ یزداں ﷺ بن گئے ہیں آج کل
رُوکشِ صُبحِ بہاراں بن گئے ہیں آج کل

ہے تصوّر میں ہمیشہ اب سراپائے نبی ﷺ
ہم سراپا اک گلستاں بن گئے ہیں آج کل

کوئی اب ان کے سوا آنکھوں میں جچتا ہی نہیں
بس اسیرِ زُلفِ پیچاں بن گئے ہیں آج کل

مدحتِ رُوئے نبیؐ تعریفِ گیسُوئے نبی ﷺ
انبساطِ دل کے ساماں بن گئے ہیں آج کل

روضۂ انور کے قصّے اور حرم کے تذکرے
راحتِ دل، مُونسِ جاں بن گئے ہیں آج کل

اُسوۂ آلِ نبی ﷺ ایثارِ اولادِ علیؓ
رہنمائے دین و ایماں بن گئے ہیں آج کل

وہ بھی دن تھے تہنیتؔ جب تابِ گویائی نہ تھی
مدحِ سرور ﷺ میں غزل خواں بن گئے ہیں آج کل

(ذکر و فکر)

مدح سیّد الثقلین ﷺ

شوق میں جی رہے ہیں تمہارے
کوئی باقی نہیں اب سہارے

دل ازل سے ہے شیدا تمہارا
یہ کسی اور کو کیوں پکارے

یاد جو آ رہی ہے تمہاری
بہتے جاتے ہیں اشکوں کے دھارے

جان و دل کر سکیں تم پہ قرباں
کاش نکلیں یہ ارماں ہمارے

تم پہ دشمن بھی ایمان لائے
وہی جیتے ہیں، جو تم سے ہارے.

ہے مدینہ میں ایسی ضیافت
فیض پاتے ہیں مہمان سارے

بٹ رہی ہے متاعِ دو عالم
اپنی قسمت جو چاہے سنوارے

تہنیتؔ لطف ہم پر بھی ہو گا
ہم بھی مُدّت سے ہیں غم کے مارے

(صبر و شکر)

مدحِ سیدُ الثقلین ﷺ

لبیک ہر صدا پہ کہے جا رہے ہیں ہم
یادِ نبی ﷺ میں سوئے حرم آ رہے ہیں ہم

ہو جائے گر قبول تو قسمت بلند ہے
جاں اپنی نذر کرنے لیے جا رہے ہیں ہم

کہنا صبا مدینے میں جا کر بصد ادب
گلدستہ ایک نعتیہ اب لا رہے ہیں ہم

جائیں گے ایک بار مدینے کو پھر ضرور
دل کو طرح طرح سے یہ سمجھا رہے ہیں ہم

کیا پوچھتے ہو، لائے ہیں کیا ہم ملائکہ
عُقبیٰ کا توشہ عشقِ نبی ﷺ لا رہے ہیں ہم

لاتے ہیں شعر میں جو مضامینِ رنگ رنگ
ان ﷺ کے ہی در کا فیض ہے جو پا رہے ہیں ہم

ذکرِ مدینہ کرتے ہیں ہر دم جو تہنیتؔ
خود بھی تڑپ کے، اوروں کو تڑپا رہے ہیں ہم

(ذکر و فکر)

مدحِ سیدُ الثقلین ﷺ

محمد مصطفیٰ ﷺ کی جس کسی دل میں محبّت ہے
اسے سرمایۂ گیتی اگر سمجھیں، حقیقت ہے

انھی کی ذاتِ اقدس باعثِ تخلیقِ عالم ہے
بنیں وہ رونقِ کونین، یہ منشائے قدرت ہے

گزاریں گے انھی کی یاد میں سب زندگی اپنی
سمجھتے ہیں کہ ان کا ذکر بھی اپنی عبادت ہے

وہاں صبح و مسا اللہ کی رحمت برستی ہے
مدینہ نام جس بستی کا ہے، دراصل جنّت ہے

قیامت کی مصیبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی
درِ عالی سے دوری ہی مِرے حق میں قیامت ہے

نہیں ہے یوں تو حاصل لطف اپنے قلبِ محزوں کو
مگر یادِ مدینہ باعثِ تسکین و راحت ہے

ملی تھی نعمتِ کونین اس کو، حیف چھوڑ آئے
اب آنکھیں ہیں اور ان میں ہر گھڑی اشکِ ندامت ہے

ہمیشہ تہنیتؔ شامل ہے حلقہ بگوشوں میں
اسے معلوم ہے، ان ﷺ کی غلامی میں جو عزّت ہے

(صبر و شکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

یہ ہم جو آپ کے مدحت طراز ہوتے ہیں
حضور ﷺ آپ ہی ذرّہ نواز ہوتے ہیں

ہمیں نصیب ہے وہ شاہ راہ عشق نبی ﷺ
جہاں نہ کوئی نشیب و فراز ہوتے ہیں

ہم اپنا حالِ پریشاں سناتے ہیں اُن کو
یقین ہے کہ وہی چارہ ساز ہوتے ہیں

حضور ﷺ اپنے ہیں، اپنوں کی لاج رکھ لیں گے
کہ اپنوں سے بھی کوئی بے نیاز ہوتے ہیں

حرم میں لاکھوں کی ہوتی ہے یوں خبرگیری
کہ سب کے آپ ﷺ ہی مہماں نواز ہوتے ہیں

بلند بخت ہیں وہ جو پہنچ کے طیبہ میں
فدائے روضۂ شاہِ حجاز ﷺ ہوتے ہیں

حرم سے لوٹ کے ہیں تہنیتؔ اسی دُھن میں
کہ ان کی یاد سے پھر سرفراز ہوتے ہیں

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

متاعِ دو عالم محبّت تمہاری
تقاضائے فطرت عقیدت تمہاری

رہی نقش بن کر عُدو کے بھی دل میں
شرافت تمہاری، صداقت تمہاری

جُھکاتی تھی ہر وقت گردن کشوں کو
فصاحت تمہاری، بلاغت تمہاری

عرب اور عجم میں رہے جس کے چرچے
تجارت میں تھی وہ دیانت تمہاری

رہے عمر بھر قائلِ خُلق وہ بھی
دلوں میں تھی جن کے عداوت تمہاری

حسینانِ عالم میں سب سے جُدا ہے
صباحت تمہاری، ملاحت تمہاری

وہ ہے بے نیازِ غمِ دین و دنیا
جو رکھتا ہے دل میں محبّت تمہاری

نہیں ہم سے بہتر کسی کے مقدّر
قیامت میں ہو گی شفاعت تمہاری

نہیں کوئی اور التجا تہنیتؔ کی
رہے ہم پہ ہر دم عنایت تمہاری

مدحِ سیّدُ الثقلین ﷺ

آج دل مائلِ گُفتار نظر آتا ہے
پھر تصوّر میں وہ دربار نظر آتا ہے

جب سے ہم لوٹ کے آئے ہیں ترے کُوچہ سے
ہمیں ہر پھول یہاں خار نظر آتا ہے

یا نبی ﷺ جلد بلا لیجیے پھر سے طیبہ
اب تو دل ہند سے بیزار نظر آتا ہے

بند کر آنکھ، تصوّر جو کیا طیبہ کا
روضۂ احمدِ مختار ﷺ نظر آتا ہے

کیوں ڈراتے ہو قیامت سے وہاں ہم کو تو
کرمِ سیّدِ ابرار ﷺ نظر آتا ہے

فضل سے اپنے اگر بخش دے، مرضی تیری
تیرا بندہ تو گنہگار نظر آتا ہے

لو خبر تہنیتِ زار کی اے شاہِ امم ﷺ
اس کا دل غم میں گرفتار نظر آتا ہے

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

یہ بات یاد رہے تہنیتؔ خُدا کے لیے
کُھلے جو منہ تو کُھلے مدحِ مُصطفیٰ ﷺ کے لیے

انھی ﷺ کے نور سے معمور ہے جہاں سارا
بنے ہیں کون و مکاں جن کی اقتدا کے لیے

انھی کو اپنا وسیلہ بنائے رکھتے ہیں
کبھی جو ہاتھ اُٹھاتے ہیں ہم دُعا کے لیے

ہمارا کوئی عمل بے اثر نہیں رہتا
کوئی جزا کے لیے ہے، کوئی سزا کے لیے

ہم آپ ﷺ کے ہیں فَقَط آپ ہی سے کہتے ہیں
ہمارے حال پہ کیجے کرم خُدا کے لیے

خُدا کرے کہ پہنچ جائیں جلد طیبہ میں
تڑپ رہے ہیں دل و جاں اسی فضا کے لیے

خدا کرے کہ دوبارہ ہمیں بھی حاصل ہو
وہاں جو لُطف میسّر ہیں ہر گدا کے لیے

(تسلیم و رضا)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

حرم میں ہے وہ بہار اب بھی، ہے فضلِ پروردگار اب بھی
یہی ہے دل کی پُکار اب بھی، وہیں ملے گا قرار اب بھی

حضور خیر الوریٰ ﷺ ہمارے ہیں سرورِ انبیاء ہمارے
قلوب ان پر فدا ہمارے، ہے جان ان پر نثار اب بھی

دلوں میں جن کے یہی ہیں ارماں کہ ہوں میسّر سفر کے ساماں
تمھارے لُطف و کرم کے خواہاں جہاں میں ہیں بے شمار اب بھی

ہر ایک سے گفتگُو یہی ہے، جو ہے تو کچھ جستجُو یہی ہے
ہماری بس آرزو یہی ہے، رہیں نہ ہم بے قرار اب بھی

تمام یہ خستہ دل مسلماں اگرچہ ہیں غرقِ بحرِ عصیاں
تمھارے ہی نام پر ہیں قرباں، تمھارے ہیں جاں نثار اب بھی

مدینہ بُلوایئے دوبارہ، وہ جلوہ دکھلایئے دوبارہ
وہ جام پلوایئے دوبارہ، گیا نہیں ہے خمار اب بھی

ہے تہنیتؔ پھر سفر پہ مائل، سکون اس کو نہیں ہے حاصل
حرم سے اس کا بھرا نہیں دل، بُجھا نہیں یہ شرار اب بھی

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّدُ الثقلین ﷺ

ہم گدائے روضۂ انور اگر مانے گئے
نازشِ دوراں بنے، فخرِ زماں جانے گئے

گُنبد و مینارِ طیبہ جب نظر آنے لگے
یُوں ہُوا معلوم، باغ آیا ہے، ویرانے گئے

ہے فضائے کُوئے طیبہ رُوح پرور اس قدر
ہوش والے بن کے آئے جو بھی دیوانے گئے

دیکھتے ہی کہ اُٹھے سب "یہ فدائی اُن ﷺ کی ہیں"
خوبیٔ قسمت سے محشر میں بھی پہچانے گئے

ان ﷺ کو اپنا جان کر جاتے ہیں سب بے کس وہیں
ان ﷺ کے شیدا کب کبھی غیروں کو اپنانے گئے

ہم کریں گے ناز اپنی ہوش مندی پر سدا
شوق میں ان کے اگر نادان گردانے گئے

درسِ صبر و شکر قلبِ مضطرب لیتا نہیں
تہنیتؔ بے کار دیوانے کو سمجھانے گئے

(صبر و شکر)

مدحِ سیّدُ الثقلین ﷺ

اب اور کچھ زیادہ ہم کو نہ آزمائیں
آئیں اگر وہ اب کے، دل میں نہ کیوں سمائیں

محبوبِ کبریا ﷺ ہیں وہ فخرِ انبیاءؑ ہیں
کونین میں جو ڈھونڈھیں، ان سا کہیں نہ پائیں

خلقِ خُدا کے حق میں تھے غم گُسار ایسے
دیتے رہے ہمیشہ دُشمن کو بھی دُعائیں

ہے ان کا آستانہ سب بے کسوں کا مرجع
کیوں اپنے رنج و غم ہم جا کر نہ واں بھلائیں

روز و شب مدینہ دل میں بسے ہُوئے ہیں
وہ صبح کی فضائیں، وہ شام کی ہوائیں

گزرے بس اس طرح سے یہ زندگی ہماری
آئیں مدینہ سے ہم اور پھر مدینہ جائیں

جائیں جو پھر حرم کو، بے خود رہیں نہ اتنے
توفیق ہو کہ دل کی سب تشنگی بجھائیں

دونوں جہاں کی نعمت ہو تہنیتؔ میسّر
مقبولِ بارگہ ہوں گر اپنی التجائیں

(ذکر و فکر)

مدحِ سیّد الثقلین ﷺ

ہم اُنؐ کی ذات پہ عالم میں ناز کرتے ہیں
جو اپنی یاد سے یوں سرفراز کرتے ہیں

وہی ہیں عارفِ کامل، وہی بہ فیضِ کرم
بشر کو دہر میں دانائے راز کرتے ہیں

کسی کو پاس بُلاتے ہیں، کوئی ہے مجبُور
جو چاہتے ہیں، وہ بندہ نواز کرتے ہیں

تمہارے چاہنے والے رہِ مدینہ میں
کہاں خیالِ نشیب و فراز کرتے ہیں

تمہارے نقشِ قدم سامنے ہی رہتے ہیں
حرم میں جب کبھی قصدِ نماز کرتے ہیں

یقیں ہے اب تو پہنچ جائیں گے مدینہ میں
کہ اپنے بخت سے کچھ ساز باز کرتے ہیں

ہم اب کے تہنیتؔ اپنی متاعِ ہر دو جہاں
نثارِ روضۂ شاہِ حجاز ﷺ کرتے ہیں

(صبر و شکر)

آنسو

یاد اُن کی دلا گئے آنسو
بختِ خفتہ جگا گئے آنسو

رحم آخر انھیں بھی آ ہی گیا
اپنی بگڑی بنا گئے آنسو

دل کی تاریکیاں ہُوئیں روشن
شمع ایسی جلا گئے آنسو

یوں تو آنکھوں میں کچھ نمی سی رہی
سوزشِ دل بڑھا گئے آنسو

دھیمی دھیمی سُلگتی رہتی ہے
آگ ایسی لگا گئے آنسو

دل تڑپتا ہی رہ گیا لیکن
ایک طوفاں اُٹھا گئے آنسو

ان کے نقشِ قدم میں جذب ہوئے
دولت ایسی کما گئے آنسو

تہنیتؔ پھر مدینہ یاد آیا
اپنی آنکھوں میں آ گئے آنسو

(تسلیم و رضا)

محترمہ تہنیتؔ النسا بیگم

---تین نعتیہ دواوین کی شاعرہ---

تحریر: شاہ مصباح الدین شکیل

محترمہ تہنیت النساء تہنیتؔ نے نومبر ١٩٩٦ء میں ٨٥ سال کی عمر میں حیدر آباد دکن میں انتقال کیا۔ انہوں نے مئی ١٩١١ء کو حیدر آبادی اُمرا کے ایک متموّل گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ان کے والد نواب رفعت یار جنگ ریاستِ آصفیہ کے صوبے اورنگ آباد کے صوبہ دار تھے۔ آپ کی نانی حضرت ابو ایُّوب انصاریؓ کی اولاد میں سے تھیں۔ مدینہ ہی میں پیدا ہوئیں۔ ان کا ابتدائی اور آخری زمانہ مدینۂ منوّرہ ہی میں گزرا۔ نو سال کی عمر میں اپنے والد مولوی ظہور حسین اور والدہ سلیمہ بیگم اور بھائی ظہور علی کے ہمراہ لکھنؤ آئیں۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی مولوی ظہور حسن کے حقیقی بھانجے تھے۔ اس طرح محترمہ تہنیتؔ کا ننھیال علماءِ فرنگی محل سے ہے۔ ان کی والدہ اسما بیگم کے والد نصیر جنگ اول بھی اُمرائے دکن میں سے تھے۔ اولاد کی شادی سے فراغت کے بعد اسما بیگم ١٩٤٧ء میں مدینۂ منوّرہ ہجرت کر گئیں اور وہیں ١٩٥٢ء میں ان کا انتقال ہوا۔ جنتُ البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔ محترمہ تہنیتؔ نے پہلی بار ١٩٥١ء میں سفر حج کیا۔ دوسری بار ١٩٦٧ء میں انھیں ایک بار پھر حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

محترمہ تہنیتؔ کی تعلیم و تربیت دکن ہی میں ہوئی۔ حیدر آباد دکن کی لڑکیوں کی مشہور درسگاہ محبوبیہ گرلز ہائی اسکول میں سینئر کیمرج تک پڑھا۔ اس زمانے میں عورتوں کا اتنا پڑھ لینا بہت بڑی بات تھی۔ ان کی شادی اردو کے

مشہور و نامور مُحقّق اور ادیب ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ سے ہوئی جو جامعہ عثمانیہ سے ایم اے کرنے کے بعد حکومتِ حیدر آباد کے اسکالر شپ پر اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے۔ وہاں انہوں نے ”آریائی زبانوں کی تقابُلی لسانیات“ پر تحقیقاتی مقالہ لکھا اور ۱۹۲۹ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ پیرس کے ”صوتیاتی تحقیقاتی ادارہ“ میں بھی صوتیات پر دو سال تک تحقیقاتی کام کیا۔ واپسی پر جامعہ عثمانیہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہو گئے۔ ترقّی کرتے کرتے شعبۂ اردو کے صدر ہوئے۔

جب دارالعلوم کالج قائم ہوا تو غلام قادر کے بعد ڈاکٹر زورؔ اس کے پرنسپل ہوئے۔ ان دنوں میں نے بھی اس کالج کے شعبہ کامرس میں داخلہ لیا۔ کالج کی انجمن طلبہ کے معتمد اور ”فکر نو“ کالج میگزین کے مدیر کی حیثیت میں اکثر گفتگو کرنے کے مواقع ملے۔ ملٹری ایکشن کے بعد یہ کالج ختم ہو گیا تو وہ چادر گھاٹ کالج کے پرنسپل ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کشمیر یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے صدر اور ڈین ہوئے۔

دکھنی ادب اور دکھنی تہذیب کے اس شیدائی کو وطن میں دو گز زمین نہ ملی۔ وہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء کو سری نگر میں پیوند خاک ہوئے۔

ڈاکٹر زورؔ کے والد ابوالبرکات حافظ سیّد غلام محمد شاہ قادری زعمؔ ایک صاحبِ باطن بزرگ تھے۔ مسلم جنگ پل کے قریب خانقاہ قادریہ میں مدفون ہیں۔

محترمہ تہنیتؔ کے ۵ لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے سیّد تقی الدین خانقاہِ قادریہ میں سجادہ نشین ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ

رفعت منزل سے متّصل زمین جس پر بہزادِ دکن فیاض الدین (آرکیٹیکٹ) کے نقشہ کے مطابق ”ایوانِ اردو“ کی پرشکوہ عمارت ہے، محترمہ تہنیتؔ ہی کی عطا کردہ ہے۔ عمارت کا نام ایوانِ اردو شمس العلما خواجہ حسن نظامی دہلوی کا تجویز کردہ ہے۔

محترمہ تہنیتؔ کے نعتیہ دواوین کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اردو کی ان شاعرات کا ذکر کیا جائے جن کے نعتیہ دیوان زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے ہیں۔ یہ تذکرہ معلومات آفریں بھی ہو گا اور ہمیں محترمہ تہنیتؔ کی منفرد حیثیت متعیّن کرنے میں آسانی بھی ہو گی۔

ماہنامہ ”نعت“ لاہور کے ایڈیٹر راجا رشید محمودؔ نے جولائی ۱۹۹۵ء میں ”خواتین کی نعت گوئی“ پر ۴۴۸ صفحات پر مشتمل ضخیم خصوصی نمبر ترتیب دیا ہے۔ اس میں انہوں نے ۲۳۰ شاعرات کا تذکرہ کیا ہے۔ ۲۷ صفحات کا طویل مقدّمہ بھی ہے۔ اس تذکرہ کی خوبی یہ ہے کہ کئی مستند ماخذوں سے مدد لی ہے، غلطیوں کی نشان دہی کی ہے اور شاعرات کی پیدائش، وفات اور اشاعتِ دیوان کے صحیح سنہ کا تعیّن کیا ہے۔

راجا رشید محمودؔ کے تحقیقی جائزے ”خواتین کی نعت گوئی“ کے مطالعہ سے تہنیت النساء تہنیتؔ کے علاوہ، حسب ذیل شاعرات کے دواوین کا تذکرہ ملا۔ بریکٹ میں صفحہ نمبر کا حوالہ ”خواتین کی نعت گوئی“ کا ہے۔

○ ۱۔ سیّدہ اخترؔ۔ نام سردار بیگم تخلص اخترؔ۔ ۱۹۱۸ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئیں۔ ان کی نعتوں کا مجموعہ ”صحیفۂ درخشاں“ چھپ چکا ہے لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود نہیں ملا۔ (صفحہ ۴۸)

○ ١۔ بشیر النساء بیگم بشیرؔ۔ ١٩١٥ء میں پیدا ہوئیں۔ اُن کا مجموعۂ کلام "آبگینۂ شعر" ١٩١٨ء میں شائع ہوا۔ جس میں نذرِ رسالت مآب ﷺ کے نام سے سات نعتیں ہیں۔ (ص ٧٦)

○ ٣۔ خیر النساء بہترؔ۔ پیدائش ١٨٧٦ء۔ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی والدہ ہیں۔ مجموعۂ نعت و مناجات ١٩٢٤ء میں "بابِ رحمت" کے نام سے لکھنؤ سے شائع ہوا۔ اس میں ایک حمد، دو نعتیں، چالیس مناجاتیں، چار نظمیں اور ایک دعا ہے۔ ٩٢ سال کی عمر میں ١٩٦٨ء میں وفات پائی۔ (ص ٨١)

○ ٤۔ بڑی بیگم (اُمِّ مشتاق) پروینؔ۔ ١٨٦٦ء میں دہلی میں پیدا ہوئیں۔ دیوان "سراج النفیس" ١٩١٥ء میں شائع ہوا۔ نعتیہ کلام خاصی تعداد میں ہے۔ (صفحہ ٩٤)

○ ٥۔ تاباںؔ عابدی۔ ١٦٠ صفحات کا مجموعۂ کلام "جلوۂ تاباں" ١٩٨٤ء میں شائع ہوا۔ ایک حمد ١٦ نعتیں ٧٨ منقبتیں اور ٤ قطعات ہیں۔ (ص ٩٩)

○ ٦۔ امۃ اللہ تسنیمؔ۔ ١٩٠٩ء میں رائے بریلی میں پیدا ہوئیں۔ مولانا سیّد ابو الحسن ندوی کی بڑی بہن تھیں۔ مجموعۂ نعت "موجِ تسنیم" اور مجموعۂ مناجات "بابِ کرم" کے نام سے شائع ہونے کا ذکر ہے۔ (صفحہ ١٠١)

○ ٧۔ ڈاکٹر حشمت آرا بیگم حجابؔ۔ ١٩١٨ء میں بارہ بنکی میں پیدا ہوئیں۔ ٩٤ صفحات پر مشتمل مجموعۂ نعت "نورِ ربُّ العالمین" مئی ١٩٨٣ء میں شائع ہوا۔ ١٣ حمدیں، ٤٠ نعتیں، ایک دعا، دو قطعات اور حالیؔ کی نعت ایک پر تضمین ہے۔ (صفحہ ١١٦)

○ ٨۔ حمیدہ بیگم۔ ١٩٠٠ء میں پیدا ہوئیں۔ مولانا ظفر علی خان کی بہن تھیں۔ مجموعۂ کلام "نوائے حرم" تاج کمپنی نے غالباً ١٩٣٩ء میں چھاپا۔ اس میں نعتیہ

نظمیں بھی ہیں۔ (ص ١١٩)

○ ٩۔ خاورؔ درانی۔ اصل نام کبریٰ خانم تھا۔ تعلیم ایم اے، بی ٹی۔ مجموعۂ کلام "نغمۂ روح" ١٩٥٠ء میں طبع ہوا۔ کتاب میں سات بند کا ایک "سلام ببارگاہِ خیر الانام علیہ السّلام" ہے۔ (صفحہ ١٢٦)

○ ١٠۔ بدر النساء بیگم خفیؔ۔ ١٨٦٤ء (١٢٨٠ھ) میں پیدا ہوئیں۔ نصیر الدین ہاشمی نے خواتینِ دکن کی اردو خدمات میں لکھا ہے کہ اپنی شاعری کو صرف مدحِ رسول ﷺ اور عشقِ حقیقی تک محدود رکھا۔ دیوان خفی ١٨٩٣ء میں دکن سے طبع ہوا۔ شروع سے آخر تک ردیف وار نعتیہ کلام ہے۔ اس پر داغؔ دہلوی نے قطعہ لکھا ہے۔ ١٩١٢ء میں وفات پائی۔ (ص ١٢٩)

○ ١١۔ رُوحیؔ علی اصغر۔ ١٩١٣ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئیں۔ مجموعۂ کلام "نیرنگِ نظر" شائع ہو چکا ہے۔ نعت بھی لکھی ہے جسے شفیق بریلوی نے اپنے انتخاب میں شریک کیا ہے۔ (ص ١٥٧)

○ ١٢۔ طاہرہ بانو سعید۔ ١٩٢٣ء میں آگرہ میں پیدا ہوئیں۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔ والد ایرانی اور والدہ ہندوستانی تھیں۔ نعتیہ کلام "ہدیۂ طاہرہ" دو بار چھپا۔ کتنی نعتیں ہیں، تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ (صفحہ ٢٦١)

○ ١٣۔ زینت بی بی محجوبؔ۔ ان کا مجموعہ "گلبنِ نعت" بقول ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری ١٣٢٨ھ م ١٩١٠ء میں مطبع احمدی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے لکھا ہے کہ "کسی خاتون کی طرف سے اردو نعت کا غالباً" پہلا مجموعہ ہے"۔

○ ۱۴- محمودہ خاتون- ڈاکٹر طلحہ رضوی برق نے نعتیہ دیوان کا نام "گلستانِ سخنِ محمودہ" رکھا- ڈاکٹر اسماعیل آزاد کے قول کے مطابق محمودہ نے غزل کی ہیئت میں بہت سی نعتیں کہی ہیں- دیوان کا تاریخی نام "تحفۂ خاتم المرسلین ﷺ" ہے جو پٹنہ سے شائع ہوا- جس میں حروفِ تہجی کے لحاظ سے ردیف وار نعتیہ غزلیں ہیں- ان کا انتقال ۲۲ نومبر ۱۹۵۴ء کو ہوا- (صفحہ ۳۳۱)

○ ۱۵- مریم قادری مارچ ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئیں- ان کی شادی جامعہ کراچی کے ڈاکٹر محمد افضال حسین قادری سے ہوئی- "نغماتِ حرم" ۱۲۷ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا- جس میں آٹھ حمدیں، ۲۳ نعتیں، ۴ سلام، ۱۵ نعتیہ نظمیں، ۵ مناقب اور ۲۰ نظمیں ہیں- پیش لفظ میں ڈاکٹر قادری نے لکھا ہے کہ مجھ سے کچھ اشعار لکھوائے گئے، کچھ خیالات و عقائد و نظریات کو منظوم کرایا گیا، بہت سی جگہ بیان و خیال میں ترمیم کی گئی- اب یہ مجموعۂ نظم ان ہی کا ہے- (صفحہ ۳۳۸)

○ ۱۶- مسعودہ خانم لدھیانوی کا مجموعۂ نعت "ابرِ رحمت" مطبوعہ ۱۹۹۱ء، ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۴ حمدیں، ۳۸ نعتیں، ایک منقبت اور ایک دعا ہے- (صفحہ ۳۴۵)

○ ۱۷- وحیدہ نسیم ۱۹۲۸ء میں اورنگ آباد (دکن) میں پیدا ہوئیں- جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۵۰ء میں ایم ایس سی کیا- ۱۹۵۲ء میں پاکستان آئیں اور سینٹرل گورنمنٹ کالج فار ویمن کراچی میں نباتیات کی پروفیسر ہوئیں- کئی کتابوں کی مصنفہ ہیں- ۱۹۷۹ء میں پہلی بار "نعت و سلام" مجموعہ شائع ہوا- جس میں ۵ حمدیں، ۲۵ نعتیں

اور ایک مناجات ہے- ۱۹۹۶ء میں کراچی میں وفات پائی- (صفحہ ۳۸۵)

○ ۱۸- نصرت عبدالرشید بشریٰ رحمان کی والدہ ہیں- ان کے دو نعتیہ مجموعہ شائع ہوئے- "دعائے نیم شبی" جو دو سو صفحات پر مشتمل ہے- اس میں ایک حمد، ۹۴ نعتیں، ۸ قطعات اور منظوم دعائے خیر اُردو میں ہیں- ۳۴ پنجابی سرائیکی اور پوربی نعتیں اور ۱۲ دوہے ہیں- تاریخِ اشاعت معلوم نہیں- دوسرا مجموعہ ۱۹۸۰ء میں ۲۳۰ صفحات کا شائع ہوا- اس میں ۸۲ اردو، ۱۵ پنجابی، ۱۲ سرائیکی اور ۱۸ پوربی نعتیں ہیں- (صفحہ ۳۹۷)

○ ۱۹- رابعہ خاتون نہاں- ۱۹۱۸ء میں آگرہ میں پیدا ہوئیں- قیامِ پاکستان کے بعد راولپنڈی آ گئیں- "برگِ سخن" ۱۹۸۲ء میں لاہور سے چھپا- اس میں ۲ حمدیں، ۲۲ نعتیں اور ۳۲ مناقبِ اہلِ بیتؓ ہیں- "صبحِ تجلّی" مطبوعہ ۱۹۹۱ء میں ۲ حمدیں اور ۴۹ نعتیں ہیں جن میں ۱۵ نعتیں "نور جھروکے" کی بھی ہیں-

○ ۲۰- زاہدہ خاتون شروانیہ (پیدائش ۱۸۹۴ء وفات ۱۹۲۲ء) سر مزمل اللہ خان کی صاحبزادی تھیں- ان کے دو مجموعۂ کلام "آئینۂ حرم" (۱۹۲۱ء) اور "فردوسِ تخیّل" (۱۹۳۱ء) میں دارالاشاعت پنجاب سے شائع ہوئے- آئینۂ حرم کے کل ۳۹ صفحات ہیں- فردوسِ تخیّل ۱۲۱ صفحات پر مشتمل ہے- جس میں آئینۂ حرم کے ۳۹ صفحات بھی شامل ہیں- اس میں ہر طرح کا کلام ہے جس میں اردو اور فارسی کی نعتیں بھی شامل ہیں-

○ ۲۱- نور جہاں بیگم نور بدایونی (پ- ۱۹۰۵ء- وفات ۱۹۸۰ء تخمیناً) عارف پور نوادہ نامی بستی میں پیدا ہوئیں- ان کے والد چودھری اساس الدین وہاں کے رئیسوں میں سے تھے- ان کی شادی ڈاکٹر امیر حسن صدیقی سے ہوئی جو مسلم

یونیورسٹی علی گڑھ میں پروفیسر تھے۔ بعد میں کراچی آ گئے۔ کلام سے ان کی اسلامیات ہر جگہ جھلکتی ہے۔ ان میں نعت گوئی کے مضامین بھی پائے جاتے ہیں۔ شعری مجموعہ "خونابۂ دل" پہلی بار دہلی سے ۱۹۴۵ء میں اور دوسری بار ۱۹۶۳ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ اس کتاب کے آغاز میں متعدد نعتیں اور نظمیں (نعتیہ) ۸۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔

○ ۲۲۔ رسول جہاں بیگم بیدلؔ و مخفیؔ (پ ۱۹۰۳ء) نور جہاں بیگم بدایونی کی بڑی بہن تھیں۔ ۱۹۲۱ء میں ڈاکٹر رفعت حسین صدیقی سے شادی ہوئی۔ پہلے تخلص بیدلؔ تھا، بعد میں مخفیؔ اختیار کیا۔ ۱۹۴۶ء میں "عروسِ سخن" دیوان شائع ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئیں۔ "عروسِ سخن" میں "میری شاعری کیا ہے" کے تحت وہ لکھتی ہیں۔ "میرے دلی تأثرات و جذبات ہیں جو کبھی حبِ رسول ﷺ کی صورت میں اور کبھی قومی درد کی شکل میں میرے قلم سے نکلتے رہے ہیں"۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے لکھا ہے کہ "صاحبِ تذکرہ شاعراتِ اردو نے بھی نعت گوئی سے ان کے شغف کا بطورِ خاص تذکرہ کیا ہے"۔

○ ۲۳۔ انیسہ ہارون شروانیہ کی شادی جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر سیاسیات ہارون خان شروانی سے ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔ انہوں نے ۱۹۲۸ء میں فریضۂ حج ادا کیا۔ بقولِ ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق، ان کی شاعری سفرِ حج کا تحفہ ہے۔ ان کی نعتوں میں بے قراری اور بے تابی کا عنصر ہے۔ شاعرہ نے رسولِ کریم ﷺ سے محبت کا رشتہ جوڑ کر اپنے کلام میں والہانہ کیف، جذب اور شوق کے ساتھ تغزل کا رنگ پیدا کیا ہے۔ مجموعۂ کلام "انیسیات" میں مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے جو زیادہ تر اخلاقی و مذہبی ہیں۔ کلام میں نعت کا حصہ بہت زیادہ ہے۔

○ ۲۴۔ نوشابہ خاتون ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد کا نام عبدالحق تھا۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کیا اور جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۲۴ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ "خواتینِ عہدِ عثمانی" میں نصیرالدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ آپ نہ صرف ایک اچھی شاعرہ ہیں بلکہ خانگی موانعات اور تعلیمی دشواریوں کے باوجود کُلیۂ اناث کے قائم ہونے سے پہلے، جامعہ عثمانیہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور آپ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اس جامعہ سے ڈگری حاصل کی۔ ان کا مجموعۂ کلام "موجِ تخیل" ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد سے شائع ہوا۔ ۱۲۸ صفحات کے اس مجموعہ میں چار حمدیں اور ۲۱ بند کا مسدس بنام "ہدیۂ عقیدت بہ حضورِ حبیبِ خالقِ اکبر ﷺ" مضامینِ نعت پر مشتمل ہے۔

صبیح رحمانی کے مرتبہ "نعت رنگ نمبر ۴" (مئی ۱۹۹۷ء) میں ڈاکٹر مجید بیدار کا مضمون "دکن کی صاحبِ دیوان نعت گو شاعرات" میں ڈاکٹر اشرف رفیع کے تحقیقی مقالے کے حوالے سے لکھا ہے "کل کی تحقیق نے مہ لقا بائی چنداؔ کو پہلی صاحبِ دیوان شاعرہ کا رتبہ عطا کیا تھا مگر آج اسی تحقیق نے لطف النساء امتیاز کے سر پر اولیت کا تاج رکھا ہے۔ چنداؔ کا دیوان ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۷ء میں پہلی مرتبہ مرتب ہوا جو انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں محفوظ ہے..... لطف النساء امتیاز کا دیوان صرف ایک سال پہلے ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۶ء میں مرتب ہوا۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے" (مجلہ عثمانیہ۔ دکنی ادب۔ ستمبر ۶۴۔۱۹۶۳) ڈاکٹر مجید بیدار لکھتے ہیں کہ لطف النساء امتیاز، مہ لقا بائی چنداؔ اور شرف النساء شرفؔ یہ ایسی شاعرات ہیں جنہوں نے اپنی نعت گوئی کے ذریعہ خواتین کے حصہ کی نشان دہی کر دی۔ انہوں نے بطورِ تبرک نعت نہیں لکھی

بلکہ حبِّ رسول ﷺ میں سرشار ہو کر نعتِ رسول ﷺ کی بنیاد رکھی۔

لطف النساء امتیاز کا دیوان ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں حمد اور نعتیں بھی ہیں۔ شرف النساء شرفؔ ریاست میسور کی تھیں۔ ڈاکٹر زورؔ کی تحقیق کے مطابق ۸۶ سال کی عمر میں ۱۳۳۰ ہجری مطابق ۱۹۱۲ء میں انتقال ہوا۔ ان کا دیوان ادارۂ ادبیاتِ اردو میں موجود ہے جس میں چند نعتیں بھی شامل ہیں۔ انہوں نے نعتوں میں شعری محاسن کو نبھانے کی کوشش کی ہے۔

اس پس منظر کے ساتھ اب ہم محترمہ تہنیت النساء بیگم تہنیتؔ کے نعتیہ مجموعوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلا مجموعہ ذکر و فکر (مارچ ۱۹۵۵ء) دوسرا "صبر و شکر" (۱۹۵۶ء) اور تیسرا "تسلیم و رضا" (۱۹۵۹ء) "سب رس کتاب گھر" رفعت منزل، خیریت آباد، حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ محترمہ تہنیتؔ کا انتقال ۸ نومبر ۹۶ء کو ہوا۔ یعنی تیسرے مجموعہ کی اشاعت کے بعد بھی ۳۷ سال وہ زندہ رہیں۔ اس طویل زندگی میں انہوں نے یقیناً بہت سی نعتیں کہی ہوں گی جنھیں جمع کر کے چھاپنے کی ضرورت ہے۔

اب ہم ان نعتیہ مجموعوں کا تفصیلی تعارُف کرواتے ہیں اور محترمہ تہنیتؔ کے مقام کے تعیّن کی ذمہ داری اربابِ نقد و نظر پر چھوڑتے ہیں۔

"ذکر و فکر"

یہ نعتوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ کتاب مجلّد اور صفحات کی تعداد ۱۱۲ ہے۔ قیمت دو روپے۔ ۱۱۲ صفحات کے منجملہ ۳۲ صفحات پیش لفظ، تعارُف، فہرست اور قطعۂ تاریخ کے ہیں۔ باقی صفحات میں نعتیہ کلام ۷۵ نعتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدا

میں ایک نوٹ دیا گیا ہے کہ حمد و منقبت کی نظمیں اور غزلیں اس مجموعہ میں شریک نہیں کی گئی ہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو وہ بھی چھپ جائیں گی۔ سب سے پہلے پورے ایک صفحہ پر محترمہ تہنیتؔ کا ایک شعر درج ہے جو ان کی ترجیحات کی نشاندہی کرتا ہے۔

بہت باتیں ہیں یُوں تو تہنیتؔ دنیا میں کرنے کی
ہم اپنے شوق کی، اپنی لگن کی بات کرتے ہیں

اس نعتیہ دیوان میں کل ۷۵ نعتیں ہیں۔ مختصر سا پیش لفظ معروف رباعی گو حکیم الشعراء امجدؔ حیدر آبادی کا ہے جو ۲۴ مارچ ۱۹۵۵ء کا لکھا ہوا ہے۔ لکھتے ہیں۔ "بیگم زورؔ حبِّ نبی ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ اکثر اشعار سے ایک خاص قسم کی ربودگی اور فریفتگی محسوس ہوتی ہے اور شعر متاثّر ہو کر کہے گئے ہیں جن کا اثر پڑھنے والوں پر بھی پڑتا ہے۔ بعض اشعار سے میں بھی متاثّر ہوا ہوں۔ مثلاً

وقتِ رخصت ہم پہ جو گزری، وہ اب تک یاد ہے
چھوڑتے ہی ان کا در، تنہا نظر آنے لگے"

سید علی منظورؔ حیدر آبادی نے طویل تعارُف لکھا ہے۔ انہوں نے مصنفہ کے خاندانی حالات بھی لکھے ہیں اور کلام پر سیر حاصل تبصرہ بھی کیا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ علمی اور ادبی مشاغل کے سلسلہ میں بار بار رفعت منزل گیا، کبھی ان محترمہ کی آواز تک نہیں سنی۔

وہ لکھتے ہیں۔ "موصوفہ کے دیوان میں سے ۷۵ اشعار میں نے چُنے ہیں۔ تلاش کر رہا ہوں، کسی شعر میں حضور ﷺ کا اصلی نام نظر آئے۔ اللہ اللہ رے ادب، بوقتِ ضرور ماہِ مدینہ، کرمِ ایجاد، آقا، حضور، رسالت پناہ، حبیبِ حق

اور محبوبِ خدا ﷺ کہتی ہیں، ورنہ ضمائر ہی سے کام لیتی ہیں۔ مثلاً

آپؐ کے شوق میں ہر شوق کو ہم بھول گئے
حرم پاک میں کچھ اور ہی حالات ہوئے

سرمایۂ گیتی ہے مجھے ان ﷺ کی محبّت
بیکار ہے میرے لیے جو اس کے سوا ہے

جو یہ کہتے ہیں کہ ہیں ہم بھی بشر، وہ بھی بشر
کیا وہ کر سکتے ہیں ان کی ہمسری کردار میں

کوئی بھی ہمسرِ ماہِ مدینہ ﷺ ہو نہ سکا
جہاں میں یوں تو ہزاروں حسیں ہوئے ہوں گے

سیرتِ خیر النساء حضرت فاطمہؓ خواتینِ اُمّت کے لیے بہترین سیرت ہے۔ یہ اُسوۂ کامل تہنیت صاحبہ کے پیشِ نظر ہے۔

درسِ جاوید بنا شیوۂ خاتونِ جناںؓ
جانِ محزوں کے لیے، قلبِ پریشاں کے لیے

یہ سیدھے سادے دو مصرعے ہیں یا حقائق و معارف کے چند در چند ذخیرے۔ اس شعر کو پڑھتے ہی مجھے کیا کیا یاد آیا۔ اللہ اللہ!

توشۂ صبر و رضا لائی ہے اولادِ علیؓ
صبحِ زنداں کے لیے، شامِ غریباں کے لیے

یادِ شامِ غریباں کیسے کیسے مسافروں کو دکھا رہی ہو گی۔ دیکھیے یہ دُکھ بھرے سے! اور ایک شعر سنئے۔

کاش یہ جانتے اعدائے حسین ابنِ علیؓ

کس قدر چاہتے تھے سرورِ دیں ﷺ پیاروں کو

اور ایک شعر سنئے:

الٰہی ساتھ ایماں کے اُٹھا دنیائے فانی سے
ہو سایہ حشر میں خاتونِ جنتؓ کا، یہ ارماں ہے

آلِ محمد ﷺ کے جاں نثار اصحابِ محمد ﷺ سے بیزار ہو ہی نہیں سکتے، ضروری ہے محمدی ﷺ نسبت کا احترام۔ "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ" کی شرح کرنے کی ضرورت ہے کیا؟

وہ خوش نصیب تھے جو ہم نشیں ہُوئے ہوں گے
فدائے گیسُوئے رُوئے مُبیں ہُوئے ہوں گے
جنھیں نصیب تھی دیدارِ یار کی دولت
جو مستِ بادۂ عینُ الیقیں ہُوئے ہوں گے

چوتھے مصرعے کو منجملہ الہامات سمجھتا ہوں۔ پہلا مصرع یکسر تمنّائی دوسرا مصرع اتنا بلیغ پہنچایا جس میں تمنا بھی ہے تأسّف بھی استعجاب بھی۔ بہرحال زبانِ حال سے یہ شعر سمجھا رہا ہے کہ صنفِ لطیف کے اظہارِ خلوص کو کتنا لطیف پیرایہ چاہیے"۔

یہ نعتیہ مجموعہ دراصل ارادۂ سفرِ حجاز کی سوغات ہے جس کا اظہار دیکھیے۔

کہنا صبا مدینہ میں جا کر بصد ادب
گلدستہ ایک نعتیہ اب لا رہے ہیں ہم

روضۂ انور کے قصّے اور حرم کے تذکرے
راحتِ دل، مُونسِ جاں بن گئے ہیں آج کل

غزل کی ہیئت میں ایک نعت انھی جذبات کی آئینہ دار ہے۔

رہے نظروں میں گنبدِ خضرا
اُن ﷺ کا جلوہ ہو زندگی کے قریب

سر بہ سجدہ رہیں، اُنھیں نہ کبھی
پھر جو پہنچیں درِ نبی ﷺ کے قریب

عمر گزرے اُنھی کے روضہ پر
جاں دے دیں گے ہم اُنھی کے قریب

تہنیتؔ ہجر میں ملول نہ ہو
دن ہیں اب تیری حاضری کے قریب

"ذکر و فکر" سے انتخاب سے پہلے چند مشاہیر فن کی رائے اور رسائل و جرائد کے تبصرے درج کیے جاتے ہیں۔ جو دوسرے اور تیسرے نعتیہ مجموعہ "صبر و شکر" اور "تسلیم و رضا" میں شامل ہیں۔ یہ اقتباسات میرا کام بہت آسان کردیں گے۔

○ ۱۔ بحیثیتِ مجموعی سارا کلام کیف اور سوز میں ڈوبا ہوا ہے۔ عاشقانِ رسول ﷺ کو اس مجموعے کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

خواجہ حسن نظامی۔ منادی (دہلی) جولائی ۱۹۵۵ء

○ ۲۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بس مدینہ کی گلیوں میں پھر رہے ہیں۔ غزل اور نعت دونوں کا لطف ایک ہی جگہ مل جاتا ہے۔

محمد ﷺ گر نہ ہوتے، ان کے دیوانے کہاں جاتے
نہ جلتی شمعِ محفل میں تو پروانے کہاں جاتے

بھروسا ہے شفاعت کا انھی کی سب کو محشر میں
نہ ہوتے وہ ﷺ تو ہم جیسے خدا جانے کہاں جاتے

پروفیسر حافظ محمد حامد صدیقی قادری

○ ۳۔ اس مجموعے کو پڑھ کر حیرت بھی ہوئی اور مسرّت بھی۔ حیرت اس بات پر کہ ہماری خاکستر میں اب بھی ایسی چنگاریاں پوشیدہ ہیں اور مسرت اس قسم کے پاکیزہ اشعار پڑھ کر۔

جب صبا تُو مدینہ جاتی ہے
کچھ مرا حال بھی سناتی ہے

کالی کملی میں وہ ﷺ چھپا لیں گے
پُرسشِ حشر کیا ڈراتی ہے

تہنیتؔ صاحبہ کے کلام میں ادبی روایات اور تہذیبی عوامل کی جلوہ گری ہے۔ اس میں ایسی عبودیت اور پرستش کا جذبہ کارفرما ہے جو صرف عورت ہی کے لیے مخصوص ہے۔

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی صدرِ شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی

○ ۴۔ تہنیتؔ کے کلام میں تصنّع اور تکلّف نہیں ہے۔ فکر کی عصمت اور خیالات کی سادگی شعر کے قالب میں ڈھلتی چلی گئی ہے۔ محبّتِ رسول ﷺ ایک ایک شعر سے جھلکتی ہے۔

ماہر القادری۔ ماہنامہ "فاران" کراچی۔ جون ۱۹۵۶ء

○ ۵۔ "ذکر و فکر" میں بہت سے ایسے مقامات بھی آئے کہ میں پڑھ کر جھوم جھوم گیا۔ یہ سب عشقِ رسول ﷺ کی برکت ہے جو ایسے ایسے گہربارے محترمہ

کے قلم نے صفحۂ قرطاس پر بکھیر دیئے ہیں۔

ایم اسلم (افسانہ نگار) لاہور

○ ۶۔ کتاب نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے اور ایک مُسلم خاتون کے جذبات عقیدت اور ذاتِ نبوی ﷺ سے والہانہ محبّت کی آئینہ دار ہے۔

روزنامہ "رہنمائے دکن" حیدر آباد (۲۔ اپریل ۱۹۵۶ء)

○ ۷۔ یہ شاعری نہیں، جذبۂ عقیدت کا بے تامّل اظہار ہے جو مصنوعی حدود کا پابند نہیں رہ سکتا۔ محترمہ تہنیَت کا "ذکر و فکر" بھی محافلِ میلاد کا جُزو بننے کا اہل ہے۔

روزنامہ "قومی آواز"۔ لکھنؤ (۱۷۔ اکتوبر ۱۹۵۵ء)

○ ۸۔ اس صنفِ شاعری میں ہم ایک خاتون سے جس قدر حُسن و خوبی کی توقّع کر سکتے ہیں، اس سے یہ کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت وہ خلوص ہے جو شاعرہ کو نبیٔ محترم ﷺ سے ہے۔

ماہنامہ "مشرب" کراچی (جون ۱۹۵۵ء)

○ ۹۔ سارا کلام جذباتِ وارفتگی اور حبِ نبی ﷺ سے معمور ہے۔ اکثر اشعار میں بے ساختہ وارداتِ قلبی کو پیش کر دیا ہے۔

ماہنامہ "القدیر" حیدر آباد دکن (ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ)

○ ۱۰۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تہنیَت صاحبہ نے ان غزلوں کی تخلیق میں گویا اپنی عقیدت مندی کا لہو صرف کر دیا ہے۔ ذاتِ اقدس ﷺ سے ان کو جو والہانہ عقیدت ہے، اس نے ان کے کلام میں ایک فطری بے ساختگی اور دل گدازی پیدا کر دی ہے۔ کلام دلکش اور خلوص و تأثر سے بھرپُور ہے۔

ماہنامہ "صبا" (اکتوبر ۱۹۵۵ء)

"صبر و شکر"

محترمہ تہنیَت کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ۱۹۵۶ء میں "سب رس" کتاب گھر، حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ اس کی قیمت بھی دو روپے ہے۔ آرا اور تبصرے کے ۲۵ صفحات ہیں۔ بقیہ صفحات میں ۹۰ نعتیں اور ایک سلام ہے۔ کتاب غیر مجلّد ہے۔ سرورق ممتاز حُسن کار خان بہادر عبدالرحمٰن چغتائی (لاہور) کے مُوئے قلم کا مرہُونِ منّت ہے۔ معروف افسانہ نگار "ایم اسلم" کے قلم سے "تہنیت نامہ" بطورِ پیش لفظ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: "کلام کے ہر لفظ سے حضُورِ سرورِ عالم ﷺ کی محبّت اس طرح مترشّح ہو رہی ہے جیسے ساون کی مخمور گھٹاؤں سے موتی برستے ہیں۔ محبّتِ رسول ﷺ کا جذبہ اس شعر کے آئینہ میں دیکھیے۔ کتنا خوبصورت نظر آ رہا ہے"۔

نبی ﷺ کی مدح سرائی میں تہنیَت کتنے
غلام داخلِ خُلدِ بریں ہوئے ہوں گے

پھر دیکھیے کتنی پیاری تمنا ہے:

حضُور ﷺ اپنے ہیں اپنوں کی لاج رکھ لیں گے
کہ اپنوں سے بھی کوئی بے نیاز ہوتا ہے

ہوتا ہے ذکر رحمت و شفقت کا جب کبھی
آتا ہے نام اُن ﷺ کا ہماری زبان پر

سارا کلام اس قسم کے پاکیزہ جذبات اور عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے۔

"معاصرین کی قدر دانی" کے عنوان سے آخر میں اِس نعتیہ مجموعہ پر آرائیں اور تبصرے ہیں۔ نقد و نظر کے اس سرمایہ سے چند سطور درجِ ذیل ہیں۔

○ تہنیت صاحبہ نے نعتیہ شاعری کو "کام کی باتیں" کہہ کر دو لفظوں میں اس دلی کیفیت کا اظہار کیا ہے جو ان کی پوری شاعری میں پائی جاتی ہے۔ کہتی ہیں:

ذکرِ دارا و سکندر چھوڑ کر
دین کے سردار ﷺ کی باتیں کریں
تہنیت دل چاہتا ہے ہر گھڑی
سیّدِ ابرار ﷺ کی باتیں کریں

نعت گو شاعرہ کا دل پیغمبرِ اسلام ﷺ کی محبّت سے سرشار ہے۔ اسی محبت کا اثر ہے کہ کلام میں بعض نازک مقامات خوبصورتی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں جس کی طرف عام ذہن آسانی سے منتقل نہیں ہو سکتے مثلاً

ہر قدم جانبِ منزل ہی بڑھاتی جائے
وہ پریشانیٔ رفتار کہاں سے لاؤں
ہم کریں گے ناز اپنی ہوش مندی پر سدا
شوق میں ان کے اگر نادان گردانے گئے

جریدہ "قومی آواز" لکھنؤ (جولائی ۱۹۵۶ء)

○ تہنیت صاحبہ کی طبیعت میں آمد ہی آمد ہے۔ ہر شعر میں سلاست، وارفتگی، بے ساختہ پن بدرجۂ اتم موجود ہے۔

یا نبی ﷺ بہرِ خدا ہم پر کرم کی ہو نظر

یاد سے غافل تمھاری کوئی لحظہ ہم نہیں
وارفتگی کا لطف اٹھایئے
خیال اُن کا بھلا دیتا ہے رنج و غم زمانے کے
دلِ ویراں کو ان ﷺ کی یاد سے آباد کرتے ہیں

غرض یہ نعتیہ کلام عاشقانِ مُصطفوی ﷺ کے جذبات کا آئینہ دار اور بے چین قلوب کے لیے تسکین کا مُوجب ہے۔

ماہنامہ "القدیر" حیدر آباد دکن (ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ)

○ آپ کا کلام خود آپ کی تعریف کرتا ہے۔ کلام میں زبان کی صفائی اور سادگی، تخیّل کی بلندی اور خیالات کی قدرت اور اثر ہے۔ محبّتِ رسول ﷺ اور نعت گو شاعر کی تعریف دنیا والے پوری طرح نہیں کر سکتے، اس کا صلہ تو دربارِ مدینہ ہی سے ملتا ہے۔

(نصیر الدین ہاشمی مصنف "دکن میں اردو")

سارا کلام کیف اور سوز میں ڈوبا ہوا ہے۔ کلام کے ہر لفظ سے عاشقانہ اور والہانہ حقیقت کا اظہار ہو رہا ہے۔ یہ سب عشقِ رسول ﷺ کی برکت ہے کہ ایسے انمول گہر پارے آپ نے صفحۂ قرطاس پر بکھیر دیئے ہیں۔

تسلیم و رضا

یہ محترمہ تہنیت کا تیسرا نعتیہ دیوان ہے جو ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ مجلّد ہے۔ دسمبر ۱۹۵۹ء میں سب رس کتاب گھر، رفعت منزل، حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔ قیمت دو روپے ہے۔ ۹۶ صفحات میں سے ۳۱ صفحات مُقدّمہ وغیرہ

کے ہیں۔ ۸ صفحات تبصروں پر مشتمل ہیں۔

اس میں جملہ ۴۰ نعتیں اور ۹ منقبتیں ہیں۔ ۱۵ دسمبر ۵۹ء کے "عرضِ حال" میں محترمہ نے اکتوبر ۱۹۵۹ء میں قلب پر حملہ اور جان بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے کاغذات میں نعت کے علاوہ کچھ اور منقبتی نظمیں بھی موجود ہیں جو شائد کبھی اس جدید مجموعہ میں شریک کی جا رہی ہیں۔

"تسلیم و رضا" کا مقدمہ پروفیسر آغا حیدر حسن مرزا نے لکھا ہے۔ اپنے مخصوص انداز میں دہلی کی بیگماتی زبان لکھی ہے۔ "اے بی! شکر کرو کہ دلِ درد آشنا پایا ہے۔ ہر نعت ایک چراغ ہے۔ کیسا چراغ جس کی اللہ میاں قرآن میں تعریف فرماتے ہیں کہ بلّور کی قندیل ہے اور اس میں زیتون کے تیل کا چراغ روشن ہے۔ زوّر بیگم کی نعتوں کی قندیل حرمِ نبوی ﷺ میں نظر آتی ہیں۔ اللہ یہ اتنے سارے روشن حسین چراغ ان کے پاس کہاں سے آئے"۔ ذرا اس نعت کو ملاحظہ فرمائیے:

دلِ درد آشنا نہیں ملتا
یوں تو دنیا میں کیا نہیں ملتا
تہنیتؔ الفتِ نبی ﷺ کے بغیر
زندگی کا مزا نہیں ملتا

محترمہ نے وہ سرچشمہ، وہ منبع، وہ معدن بتا دیا جہاں سے انہوں نے جواہر پارے، دُرِ شہوار پائے ہیں۔

لاتے ہیں شعر میں جو مضامینِ رنگ رنگ

ان ﷺ کے ہی در کا فیض ہے جو پا رہے ہیں ہم

یہ دیکھیے، اس نعت کی پوری ردیف تمنائی ہے۔

جو یاد آتی ہے طیبہ کی تو اب بھی دل تڑپتا ہے
جو ہوتی یاد پھر اپنی تو اور اک بار واں جاتے

چلے ہیں جانبِ بطحا، نہیں ہے فکر کوئی
نکل کے ہند سے ہم رنج و غم کو بھول گئے
ہم اک ذرا سی عنایت سے تہنیتؔ اُن ﷺ کی
درازدستیٔ اہلِ ستم کو بھول گئے

ذرا اس نعت کی موسیقیت اور ترنّم کے مزے لیجیے۔ روح پھڑک اٹھے گی اور بوٹی بوٹی وجد میں آ کر تھرکنے لگے گی۔ ساری نعت مُرصّع ہے۔

کبھی ہو عطا ہمیں بھی وہی چشمِ عارفانہ
ہمیں کچھ خبر نہیں ہے، جو لگا ہے تازیانہ
ہمیں غم نہیں ہے اس کا کہ ہُوئے ہیں خوار و رسوا
جو قلق ہے بس تو یہ ہے، نہ ہو دین بھی روانہ

نعت جس کا قافلہ مچل اور ڈھل ہے اور ردیف "کے" بہت مترنم ہے اور اس شعر نے تو دل و جاں پر بنا دی:

ترا اضطراب اے دل مجھے بے ادب نہ کر دے
ہے یہ بارگاہِ اقدس، ذرا یاں سنبھل سنبھل کے

جناب وزیر حسن دہلوی نے "نغماتِ تہنیت" کے عنوان سے تعارف لکھا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں۔

تہنیت کے شعر کا ارتقا دراصل ان کی روح کا ارتقا ہے۔ خیر البشر ﷺ سے عشق، پھر اس عشق کا درد۔

تمھارے شوق نے بخشا کسی کو سوزِ دروں
کسی کی روح میں بالیدگی نظر آئی

بلالؓ کا سا اگر سوزِ دل میسّر ہو
عجب نہیں کہ دو عالم کی سروری مل جائے

نہیں کوئی اُن ﷺ سا وسیلہ جہاں میں
جو اُن تک نہ پہنچے، خدا تک نہ پہنچے

مدینہ ہی میں ملے گا، سرورِ قلب و نظر
کہ جلتے رہتے ہیں واں رحمت و کرم کے چراغ

محترمہ رابعہ بیگم انوار اللہ لکھتی ہیں۔ "یہ شاعری نہیں ہے، فقط عرضِ حال ہے۔ جذباتِ حقیقی وارداتِ قلبی کا ایک دھارا ہے جو نظم کی صورت میں رواں ہو گیا۔ اکثر و بیشتر اشعار کیف و وجدان کا گنجینہ ہیں۔ عظمتِ رسول ﷺ، حبِّ رسول ﷺ، طلبِ رسول ﷺ کے فیضان نے قلب کا بہرہ کھول دیا ہے"۔

وہی ﷺ ہیں باعثِ تخلیقِ عالم
اُنھی ﷺ کے دم سے ہے رونق جہاں کی

حضور ﷺ آپ نے انساں کو آبرو بخشی
وگرنہ کیا وہ خدائی کا راز داں ہوتا

ہے تہنیت پھر سفر پر مائل سکون اس کو نہیں ہے حاصل
حرم پہ اس کا بھرا نہیں دل، بجھا نہیں یہ شرار اب بھی

وہ بھی دن تھے تہنیت جب تابِ گویائی نہ تھی
مدحِ سرور ﷺ میں، غزل خواں بن گئے ہیں آج کل

تہنیت نعتِ نبی ﷺ باعثِ توقیر بنی
ورنہ ہم اہلِ سخن میں کہیں مشہور نہیں

محترمہ تہنیت صاحبہ نام و نمود اور حصولِ شہرت کے جذبے سے کوسوں دور تھیں۔ وہ چاہتیں تو کئی رسائل ان کا کلام فخر سے چھاپتے۔ "سب رس" تو خود ان کے گھر کا پرچہ تھا۔ ان کا کلام بھی بلند پایہ تھا۔ بہ مشکل دس بارہ نعتیں ماہنامہ "حرم" لاہور، ماہنامہ "زیب النسا (لاہور)" منادی (دہلی)، سب رس (حیدر آباد) اور القدیر (حیدر آباد) میں چھپیں۔ شہرت سے یہ بے اعتنائی ان کی فطری نسوانی اور مسلم معاشرہ کے تہذیبی اقدار کی غمّاز ہے۔ آج کل شاعرات کا یہ حال ہے کہ ایک غزل / نعت لکھتی ہیں تو ہر رسالہ میں چھپانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا یہ شعر ان کے اندازِ فکر و نظر کا ترجماں ہے۔

ہے تہنیت کے پیشِ نظر عالمِ دگر
منزل ہے اور، منزلِ نام و نشاں سے دور

ان کی صاحبزادی بیگم تہذیب یحیٰی فاروقی اور پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد کا بیان ہے کہ وہ خواتین کے مشاعروں میں شرکت کرتیں تو خود اپنا کلام نہیں سناتیں بلکہ تہذیب سے پڑھواتیں۔ البتہ "دکن ریڈیو" سے تعلیمِ نسواں کے موضوع پر کئی تقاریر نشر کیں۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں میرا یہ دعویٰ بے بنیاد نہیں کہ محترمہ تہنیت مرحومہ، شاعرات میں اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ انھوں نے تین نعتیہ

مجموعے پیش کیے ہیں جن میں نعتوں کی تعداد ۲۰۵ ہے۔ اگر آخری ۳۷ سال میں کہا ہوا مجموعہ بھی شائع ہو جائے تو انھیں شاعرات کا مدحتِ نبی ﷺ کا اتنا عظیم ذخیرہ پیش کرنے میں اولیت کا درجہ دینا حق بجانب ہو گا۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

مُقدّس آغوشِ محبّت و عظیم گہوارۂ تربیت

تحریر: تہذیب یحییٰ فاروقی

سرزمینِ حیدر آباد دکن کی بے نظیر تہذیب و ثقافت، اعلیٰ اقدار و روایات، بلند کردار معیار اور مخصوص وضع داری و رواداری کی آخری شمع ۱۹۹۶ء کو اپنے بے مثال اخلاق و آداب کے ساتھ گُل ہو گئی۔

یہ شمع، حیدر آباد دکن کے جلیل القدر و اعلیٰ ترین خاندان کے ہردلعزیز، خوش خلق، بلند ہمّت اور وضع دار و قابل ترین فرد نواب رفعت یار جنگ ثانی کی صاحبزادی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حُبِّ رسول ﷺ لے کر پیدا ہوئیں۔ والدہ محترمہ اسما بیگم صاحبہ سے حضرت ابو ایّوب انصاریؓ کا جذبۂ جانثاریٔ رسول ﷺ، لے کر مئی ۱۹۱۱ء کو روشن و فروزاں ہوئی تھی۔

ابتدائی دینی تعلیم اپنی والدہ محترمہ اسما بیگم صاحبہ سے حاصل کی جو ۹ سال کی عمر میں اپنے والدین کے ہمراہ مدینۂ منوّرہ سے ہندوستان تشریف لائیں۔ وہ مشہور عالم مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی ماموں زاد بہن تھیں اور آپ کی تربیت و کردار سازی کا سہرا آپ کے بے مثال والد نواب رفعت یار جنگ کی شخصیت کو حاصل ہے۔

پھر محبوبیہ گرلز سکول سے سینئر کیمبرج کی تعلیم حاصل کی لیکن آگے جاری نہ رکھ سکیں اس لیے کہ اس زمانے میں ان کے خاندان میں ایک خاص عمر کے بعد لڑکیوں کا گھر سے باہر جانا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ البتہ گھر پر محترمہ رابعہ

بیگم صاحبہ اور محترمہ امتہ اللہ بیگم صاحبہ سے' اور مختلف کتابوں کے مطالعے سے دینی و دنیوی علوم سے بہرہ مند ہوتی رہیں۔ اور اپنے بے مثل والدین کے اعلیٰ کردار و اوصاف سے اپنی شخصیت کو مزیّن کرتی رہیں۔

خوش قسمتی سے مشہور مبلّغ دین' صوفی بُزرگ اور شاہی خطاب یافتہ "سرکاری واعظِ دکن" مقبول واعظ و حافظ حضرت ابوالبرکات سید شاہ غلام محمد قادری زعَم کے فرزندِ ارجمند ڈاکٹر سیّد محی الدین قادری زورؔ پروفیسر جامعہ عثمانیہ سے آپ کی شادی ہوئی اور پانچ لڑکوں اور چار لڑکیوں کو بفضلہٖ تعالیٰ اپنی اولاد ہونے کا شرف بخشا۔

رفیقِ حیات ابو الحسنات سید محی الدین قادری زورؔ صاحب کی تو زندگی ہی فرائضِ منصبی کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی خدمت اور اردو کی ترقی کے کاموں میں بسر ہوئی۔ چنانچہ محترمہ کے علمی و ادبی ذوق نے جلا پائی لیکن شرم و حیا اور گوشے پردے کی پابندیوں کو نہیں توڑا۔ پردہ میں رہ کر آپ نے "ادارۂ ادبیاتِ اردو" کی ہر طرح سے خدمت انجام دی۔ تمام سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی تھیں۔ ادارۂ ادبیاتِ اردو کے شعبۂ خواتین کی سرگرم رکن رہیں۔ ادارے کی جانب سے "اردو دانی و اردو زبان دانی وغیرہ" کے جو امتحانات بلدہ و اضلاع میں منعقد کیے جاتے تھے' خواتین کے ان امتحانی مراکز کی نگرانی اپنی بہن عظمت النسا بیگم صاحبہ کو ساتھ لے کر خود کیا کرتی تھیں اور دیگر ارکانِ شعبۂ خواتین مثلاً سعید النسا بیگم صاحبہ ہمشیرہ ڈاکٹر فراست شاہد وغیرہ سے مختلف مقامات پر انتظامات کرواتی تھیں۔

"ادارۂ ادبیاتِ اردو" اور ڈاکٹر زورؔ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم

تھے اور یہ کہنا غلط نہیں کہ ادارے کی ترقی میں جتنا ڈاکٹر زورؔ کا ہاتھ ہے' اتنا ہی بیگم صاحبہ کا در پردہ ساتھ ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ "ادارۂ ادبیاتِ اردو" ڈاکٹر زورؔ کی جان کو قالب ہمیشہ تہنیت النسا بیگم ہی کا میسّر ہوا۔ اس کی ابتدا اور نشوونما "تہنیت منزل" ہی میں ہوئی۔ پھر جب یہ ادارہ ترقی کی منازل تک پہنچ گیا تو اس کی مخصوص عمارت' حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے عطا کردہ نام "ایوانِ اردو" کے لیے زمین کی ضرورت پڑی تو بیگم صاحبہ نے اپنی لاکھوں کی زمین بھی "ادارۂ ادبیات" کو بطورِ عطیہ نذر کر دی۔

نشرگاہ حیدر آباد دکن سے خواتین کے پروگراموں میں "تعلیمِ نسواں" اور "بہبودِ خواتین" جیسے مختلف عنوانات پر آپ کی تقاریر نشر کی جاتی تھیں۔ بعد میں ریڈیو سے خواتین کے مشاعروں میں آپ کی نعتیں پڑھوائی جاتی تھیں۔

نواب رفعت یار جنگ کے بھائی سر نظامت جنگ بہادر نے وزیرِ باتدبیر اور ماہرِ سیاسیات ہونے کے ساتھ انگریزی زبان و ادب میں اعلیٰ مقام کے باعث "سر" کا خطاب حاصل کیا تھا اور انگریزی کے بلند پایہ شاعر تھے اور دو پُھوپھیاں بھی شعر کہتی تھیں چنانچہ رفعت یار جنگ کے بڑے صاحبزادے غازی الدین احمد اردو کے بڑے اچھے شاعر تھے لیکن کلام کتاب کی شکل میں چھپنے نہ پایا تھا کہ مشرقی پاکستان میں اچانک انتقال کر گئے۔ دوسری شاعرہ محترمہ تہنیت النسا بیگم تھیں جو حُبِّ رسول ﷺ سے سرشار تھیں جس کے باعث نعت گوئی کے شرف سے سرفراز ہوئیں۔ ان کی نعت گوئی کے متعلق اس عہد کے مایہ ناز نعت گو شعرا اور ناقدین ادب نے بہت کچھ لکھا ہے اور آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔ کیونکہ وہ دُنیوی نام و نمود اور شہرت کی قائل نہیں تھیں' دین و مالکِ یوم الدین کی طرف

مائل ہو گئی تھیں۔

بروز جمعہ بتاریخ ۲۸ نومبر ۱۹۹۶ء جب اچانک یہ خبر ملی کہ ہماری والدہ صاحبہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اپنے لب پر اپنے رب کا نام لیے خالق حقیقی سے جا ملیں تو دل و دماغ پر ایک ضرب سی پڑی، ایک دھچکا سا لگا اور ایسا محسوس ہوا جیسے سب کچھ ختم ہو گیا۔ ایک عہد تمام ہوا۔ ذہن ماضی کی طرف گھوم گیا، بچپن، لڑکپن اور جوانی کی یادوں کے ہجوم نے مختلف زاویوں سے ذہن کے تاروں پر مضراب کا کام کیا۔ سبھی تار چھڑ گئے، ہر قسم کے سُر جھنجھنا اٹھے، سیکڑوں خیالات، ہزاروں جذبات اور لاکھوں تصوُّرات کی جھنکار ہونے لگی۔ یادوں کے بے شمار دریچے کُھل گئے۔

وہ عزم و ہمّت و استقلال کی چٹان، وہ صبر و تحمُّل کا پیکر، وہ عظیم المرتبت شخصیت، گنجینۂ محبّت و شفقت، مجسّم نیکی و شرافت، سراپا سنجیدگی و متانت، وہ نمونۂ وفا شعاری، وہ پیکرِ شرم و حیا داری، وہ نرم خوئی و شیریں گفتاری، قناعت پسندی و شکر گزاری اور عجز و انکساری کی تصویر آنکھوں کے آگے گھومنے لگی۔

ماں ایک عظیم ہستی ہوتی ہے۔ ہر بچے کے اپنی ماں کے متعلق گہرے تأثرات ہوتے ہیں۔ اولاد کی صحیح تربیت کے لیے والدین کی نصیحت و فضیحت سے زیادہ ان کا اپنا کردار اور طرزِ زندگی، ان کے اپنے اخلاق اور اعمال کارفرما ہوتے ہیں۔

بچپن کی باتیں ہیں مگر آج تک یاد ہیں وہ کہتی تھیں: "ایسی بات نہ کہو کہ کوئی چُپ کہے، ایسی چال نہ چلو کہ کوئی رُک کہے، ایسی جگہ نہ بیٹھو کہ کوئی اُٹھ کہے"۔ کسی موقع پر کہتیں۔ "صُحبت نہ رکھ بُروں سے، کہیں گے بُرا تجھے"۔

ہمدردی و خیال کے لیے کہتیں۔ "دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو"۔ کبھی اس طرح نصیحت کرتیں کہ "دیکھ کر چلنا کُچل جائے نہ چیونٹی راہ میں۔ آدمی کو بے زبانوں سے بھی اُلفت چاہیے"۔ مختصر یہ کہ کبھی اقوالِ زرّیں، کبھی کہاوتوں، مثالوں اور بزرگوں کے واقعات کے ذریعے سے اِس عُمدگی سے تربیت دیتی تھیں کہ اثر ہونا لازمی تھا اور خاطر خواہ فائدہ بھی ہوتا تھا۔ انتہائی بے ضرر، مرنجاں و مرنج طبیعت واقع ہوئی تھیں۔ فتنہ فساد، لڑائی جھگڑے سے کوسوں دور رہتی تھیں اور نصیحت کرتی تھیں کہ جہاں لڑائی جھگڑا ہو رہا ہو، وہاں سے ہٹ جانا چاہیے۔

بچوں کی تعلیم میں بہت دلچسپی لیتی تھیں اور ان پر پوری توجُّہ دیتی تھیں۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ جب لکھنا شروع کیا تو ہمارا ہاتھ پکڑ کر صحیح اور درست لکھوایا کرتی تھیں کہ کون سا حرف کتنا لمبا یا چھوٹا ہونا چاہیے اور کتنا گول اور کیسے نقطے ہونے چاہئیں۔ خود ہاتھ پکڑ کر لکھواتی تھیں۔ پڑھائی اور کھیل کے اوقات کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ مختلف کھیلوں مثلاً باسکٹ بال، بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کے متعلق ہدایات دیتیں اور حوصلہ افزائی کرتیں۔ تعطیلات میں ہمیں سِلائی، کڑھائی، بُنائی، کشیدہ کاری، پینٹنگ وغیرہ خود اپنے ہاتھوں سے سکھاتیں اور ایسا شوق پیدا کرتیں کہ ہم لوگ چھٹیوں میں بہت کچھ بنا لیتے اور سب سے داد و تحسین حاصل کرتے۔ اور یہ سب ہُنر آج تک کام آ رہے ہیں۔

بزرگوں کی عزت و احترام کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ اس طرح کہ در حقیقت انہیں اپنے بڑوں کی عزت کرتے دیکھ کر ہی ہم لوگوں نے بزرگوں کا احترام سیکھا۔ اکثر کہا کرتیں۔ "باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب"۔ ہمارے

بابا کا بے حد خیال رکھتی تھیں۔ آرام کا لحاظ کہ جب وہ سو رہے ہوں، ہم لوگ شور نہ کریں۔ ان کے کھانے پینے کا، پہننے کا، ان کے اوقات کی پابندی کا۔ جب کالج سے شام واپس آتے تو نوکر چاکر ہونے کے باوجود خود اپنے ہاتھ سے چائے کے ساتھ کوئی نہ کوئی میٹھی چیز بنا کر رکھتیں۔ اس امر کا خاص خیال رکھتی تھیں کہ کوئی بات انہیں ناگوار نہ گزرے اور خود وہ کام یا بات نہ کرتیں، جو انہیں ناپسند ہو اور نہ شوہر کے بغیر اجازت کوئی قدم اٹھایا۔

وہ غیر معمولی قوّتِ برداشت کی حامل تھیں، انہیں اپنے جذبات و احساسات پر مکمل قابو تھا۔ ہم نے انھیں کبھی کسی تکلیف، کسی خوشی، غم یا غصہ کے وقت آپے سے باہر ہوتے نہیں دیکھا۔ کبھی کسی پر خفا ہوتے یا ڈانٹتے نہیں سنا۔ کبھی کسی کی طرف سے اپنے دل میں بُرا خیال نہیں لاتی تھیں اور نہ کسی کی بُرائی کرتی تھیں۔ اگر کوئی ان کے سامنے کسی کی برائی کرتا تو نہایت عمدگی سے بات کا رخ دوسری طرف موڑ دیتیں کہ اس بُرائی کرنے والے کو محسوس بھی نہیں ہوتا اور وہ بُرائی سے بچ جاتا۔ صبر و ضبط اور تحمّل ان میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ کسی بھی زیادتی کو، کسی بھی تکلیف کو، کسی بھی کٹھن وقت کو مسکرا کر سہ لیتی تھیں۔ مُروّتاً خاموش رہ جاتیں، منہ سے کبھی اظہار نہیں کرتیں خواہ کتنی ہی تکلیف دہ بات ہو۔ خوش اخلاق ایسی تھیں کہ خواہ بڑا ہو یا چھوٹا، سب سے اخلاق و آداب کے ساتھ پیش آتیں، مسکرا کر بات کرتیں، ادب سے سلام لیتیں اور کرتیں۔

احکامِ خداوندی کی تعمیل خود بھی کرتیں اور ہم سب کو بھی تربیت دیتیں۔ بچوں کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے نماز پڑھتی تھیں، اور ہمیں یاد ہے کہ شبِ

قدر، شب برات و شب معراج میں فجر تک عبادت و تلاوت ہم لوگوں کو ساتھ لے کر کیا کرتیں تھیں۔ انھیں ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسا تھا۔ ہر وقت کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ محنت و جدّوجُہد بندہ کا کام ہے، پھل اور کامیابی عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم لوگوں نے انھیں ہمیشہ توکّل علی اللہ اور راضی بہ رِضائے الٰہی دیکھا۔

حُبِّ رسول ﷺ تو ان کی گھُٹی میں شامل تھا۔ پورا ننھیال مدینۂ منورہ سے متعلّق اور والدہ تک سبھی مدینہ کی مٹی میں آسودۂ خواب ہیں۔ ہم لوگوں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، اپنے والدین کی زبان پر نعتیہ اشعار سنے۔ محترم باباصاحب صبح صبح "سبز گُنبد کے مکیں ﷺ میری مدد فرمایئے" گُنگناتے رہتے تھے اور والدہ مختلف نعتیں خصوصاً" ان کی فرنگی محلی بہن صغریٰ بی بی اور اپنی پھُوپھیوں کی نعتیں پڑھتیں اور ہم لوگوں کو سکھاتی تھیں۔ سب سے پہلی نعت جو یاد کروائی وہ تھی:

خالق نے دکھائی یہ مسرّت کی گھڑی آج
تشریف یہاں لائے رسولِ عربی ﷺ آج

اس طرح ہم سب کے دلوں میں اللہ رسول ﷺ کی محبّت، پابندیٔ احکامِ خدا اور پیرویٔ سُنّتِ رسول ﷺ بھر دی۔ ہمارے دادا محترم جو سانگڑے سلطان مشکل آسان کے پوتے مشہور واعظ، جنوبی ہند میں جن کے ہزاروں مریدانِ عقیدت مند، خیر پور ملتان اور سندھ میں پائے جاتے ہیں، حضرت حافظ سید شاہ غلام محمد قادری زعمؔ صاحب کے سالانہ عرس میں محترمہ والدہ صاحبہ اب تک بہت جوش و خروش سے اہتمام کرواتی تھیں اور امیر غریب سب کو ایک ساتھ

کھانا کھلانے اور تین دن تک لنگر تقسیم کروانے میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں۔ قوّالی بھی ہوتی تھی جس میں اللہ رسول ﷺ کا ذکر اور پند و نصائح سننے میں آتے جو ہم سب کی دینی تربیت کا ایک اور ذریعہ ہوتے۔ ان کے پاس تعلیم و تربیت کا عجیب منفرد و دلکش انداز تھا۔ باتوں باتوں میں قرآن کی تعلیم، قرآنی آیات اور ترجمہ پھر تفسیر کچھ ایسے دلچسپ انداز سے بیان کرتی تھیں کہ توجّہ بھی برقرار رہتی، اصلاح بھی ہوتی رہتی اور ہم لوگوں پر گراں بھی نہیں گزرتی۔

مختصر یہ کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں مہارت کی تربیت اس ماہرانہ اور پُرتاثیر طریقہ سے دی جو اس طرح ہماری سرشت میں سرایت کر گئی کہ اس منور شمع کی روشنی ہم لوگوں کی زندگی میں ہر ہر قدم پر نور بکھیر رہی ہے اور منزل بہ منزل سفر آسان بنا رہی ہے۔

مدحِ نبی ﷺ کی کلیاں گوندھی ہیں تہنیتؔ نے

تحریر: طیبہ بیگم

یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نسوانی فکر اور جذبات نے اردو ادب کو دل آویزی اور حُسن عطا کیا ہے۔ ان کی رنگین بیانیاں ادبی ماحول میں رنگ بھر دیتی ہیں، بالکل قوسِ قزح کی طرح سے۔

۱۹۲۹ء میں جب محترم ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ نے "ادارۂ ادبیاتِ اردو" قائم کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی شریکِ حیات تہنیتؔ النسا بیگم نے اس کارِ خیر کے لیے اپنی زمین کا ایک قطعہ، اس کی عمارت کے لیے وقف کر دیا اور خلوصِ نیّت سے اپنے شوہر کا ہاتھ بٹاتی رہیں اور گھر کو سنبھالتی رہیں۔ اطمینانِ قلب کے ساتھ زورؔ صاحب علم و ادب اور ادارے کا کام کرتے رہے۔

تہنیتؔ النساء بیگم سُلجھی ہوئی شاعرہ اور ہر دل عزیز شخصیت کی مالک تھیں۔ دل کی گہرائیوں سے عاشقِ رسول ﷺ تھیں۔ غزل کے پیرائے میں نعت اور قصیدے اور سلام لکھتی رہیں۔ ان کے کلام میں خلوص و تاثر ملتا ہے۔ لطافت اور موسیقی ان کے ہر شعر سے ٹپکتی ہے۔ انھوں نے کبھی اس کا دعویٰ نہیں کیا کہ وہ شاعرہ ہیں۔ کسرِ نفسی کا یہ حال تھا کہ:

فضل ہے یہ بھی اسی کا تہنیتؔ کے حال پر
مل گئی مقبولیت جو چند ہی اشعار میں

لکھتی ہیں:

تہنیتؔ ہو نبی ﷺ کی مدح سرا
شاعروں میں رہا شمار نہیں

سادگی دیکھیے۔

وہ بھی دن تھے تہنیتؔ جب تابِ گویائی نہ تھی
مدحِ سرور ﷺ میں غزل خواں بن گئے ہیں آج کل

شاعری جُزوِ پیغمبری ہوتی ہے۔ اسی خیال کے ساتھ انہوں نے لکھا ہے:

تہنیتؔ نعتِ نبی ﷺ باعثِ توقیر بنی
ورنہ ہم اہلِ سُخن میں کہیں مشہور نہیں

○ "ذکر و فکرِ رسول ﷺ" ان کا وتیرہ تھا

○ "تسلیم و رِضا" ان کا ایمان

○ "صبر و شکر" ان کا شیوہ

"ذکر و فکر" کا محور و مرکز شہِ عجم اور میرِ عرب ﷺ اور مکّہ مدینہ تھا۔ وہ حُبِّ نبی ﷺ سے سرشار تھیں اور ان کا کلام طیبہ کی گلیوں میں، شہِ والا ﷺ کی لگن و جستجو میں اس پاک سرزمین کے صدقے لیتا نظر آتا ہے۔

تہنیتؔ کے نعتیہ کلام کی یہ تین سندیں یعنی "ذکر و فکر" (۱۹۵۵ء) تسلیم و رضا (۱۹۵۹ء) اور صبر و شکر (۱۹۵۶ء) کے بارے میں آغا حیدر حسن نے کس خوب صورتی سے اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ کہتے ہیں --- ان کی ہر نعت ایک چراغ ہے --- کیسا چراغ؟ جس کی اللہ میاں قرآن میں تعریف فرماتے ہیں کہ بلّور کی قندیل ہے اور اس میں زیتون کے تیل کا چراغ روشن ہے۔ زور بیگم کی

نعتوں کی قندیل حرمِ نبوی ﷺ میں نظر آتی ہیں۔ اللہ اللہ! یہ اتنے سارے روشن حسین چراغ ان کے پاس کہاں سے آئے؟"

تہنیتؔ النساء بیگم کو آغا حیدر حسن، زورؔ بیگم کہا کرتے تھے اور ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔

میری والدہ سکینہ بیگم سے تہنیتؔ النساء بیگم کے بڑے اچھے مراسم تھے۔ وہ صرف دوست ہی نہیں ایک دوسرے کی قدر داں بھی تھیں اور اردو ادب کی خدمت میں دونوں نے جی جان سے حصہ لیا اور اپنا فرض ادا کیا۔

تہنیتؔ اسلامی معاشرت کی نمائندہ تھیں اور حیدر آبادی تہذیب کی پروردہ اور دلدادہ --- ان کی شخصیت میں ایک خاص کشش تھی۔ ان کا برتاؤ پُرشفقت اور گفتگو نرم اور دھیمی ہوتی۔

تہنیتؔ کی نعتیں ان کے دلی جذبات سے لبریز ہوتی ہیں۔ کہتی ہیں:

تُمھاری دُھن میں ہیں ہم بے نیازِ دولتِ کونین
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مُدّعا تم ہو

حُبِّ نبی ﷺ ہے نعمتِ دارین تہنیتؔ
اس کے سوا کسی کی تمنا نہ کیجیے

تہنیتؔ عمر بھر ساقیٔ کوثر ﷺ کی شیفتہ رہیں اور مدینے کے قصیدے گاتی رہیں

حرم میں جابجا اس شوق میں کیے سجدے
حضور ﷺ جلوہ فگن بس یہیں ہوئے ہوں گے

روضۂ انور کے قصے اور حرم کے تذکرے

راحتِ دل، مونسِ جاں بن گئے ہیں آج کل
مدینے کے وہ دن، وہ دلکش فضائیں
نہ کیوں یاد آئیں، نہ کیوں دل دکھائیں

وہ صبحِ حرم، وہ شبِ راہِ طیبہ
کلی جوں کھلے، پھول جوں مسکرائیں

طیبہ میں اگر مل جائے زمیں تھوڑی سی اسے مدفن کے لیے
پھر تہنیتؔ خوش قسمت کا یاں اور کوئی ارماں کیا ہو گا

یہ عاشقِ رسول ﷺ حیدر آباد میں پیدا ہوئیں اور ہوش سنبھالا۔ محبوبیہ گرلز اسکول میں جہاں حیدر آباد کے شرفا اور امرا اپنی لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجتے تھے، تہنیتؔ سینئر کیمبرج تک تعلیم حاصل کرتی رہیں۔ اپنا زیادہ وقت مطالعے میں گزارتیں۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کی شادی جناب محی الدین قادری زورؔ سے ہوئی اور ان کے آنگن میں پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں کھیلتی نظر آئیں۔

۱۹۵۱ء میں آپ نے پہلا حج بیت اللہ کیا اور پھر ۱۹۶۷ء میں دوسری بار حرم پاک اور شاہِ امم، میرِ عرب ﷺ کے درِ مقدس پر حاضری دی۔

جب زورؔ صاحب کشمیر، فردوس بر روئے زمیں سدھارے تو تہنیتؔ بھی ان کے ساتھ گئیں۔ ۱۹۶۲ء میں دلِ ناتواں نے زورؔ کا جینا حرام کر دیا۔ برسوں کا ساتھ چھوٹا اور ایک سوگوار تہنیت ۳ مہینے بعد واپس اپنے گھر لوٹیں تو جیسے زندگی کی دھوپ ڈھل چکی تھی۔ وہ گوشہ نشین ہو گئیں۔ خدا نے انھیں اولاد کی خوشیاں دکھائیں۔ بیٹیاں، داماد، بیٹے، بہو، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیوں نے ان

کی دل جوئی کی۔ ہر دم آپ کو سب گھر والوں کی فکر رہتی۔ گھر داری، مطالعے اور شاعری میں وقت نکل جاتا۔

آخر آخر وہ بیمار رہنے لگیں۔ دو بار میں نے حاضری دی اور کیفیت دریافت کرنے گئی مگر معلوم ہوا کہ علالت کی وجہ سے فریش ہیں اور کسی سے نہیں ملتیں۔ میں لوٹ آئی۔

۸ نومبر ۱۹۹۶ء کو جب آپ اللہ کو پیاری ہوئیں، میں حیدر آباد سے باہر گئی ہوئی تھی۔ سنا، سینے میں درد رہنے لگا تھا۔ کمزوری اور ناتوانائی محسوس کرتی تھیں۔ وقت سفر دریافت کیا کہ سب بچے ان کے قریب ہی تھے اور پھر زبان پر اللہ کا نام ---- کون جانے آنکھوں میں شبیہ رسول ﷺ ہو گی اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

جب مجھے اس کی اطلاع ہوئی، میں تقی الدین اور رفیع الدین سے ملنے رفعت منزل گئی۔ ایک بارونق گھر بے رونق ہو گیا تھا۔ بہت دیر تک تہنیتؔ ہی کی باتیں ہوتی رہیں۔

دمِ آخر کا خیال انھیں ہمیشہ ستاتا رہتا تھا لیکن انھیں یقین تھا کہ:

اس کو بخشائیں گے حبیبِ خدا ﷺ
تہنیتؔ کا یہی سہارا ہے

بچا لو تہنیتؔ کو روزِ محشر شرم ساری سے
اسے ہے ناز، اس کے شافعِ روزِ جزا ﷺ تم ہو

لیتے ہیں نام ان کا جو نامِ خدا کے ساتھ
سنتے ہیں وقتِ مرگ وہ جلوہ دکھائیں گے

نزع کی فکر ابھی سے دلِ ناداں بے سود
وقت پر سیّدِ ابرار ﷺ چلے آئیں گے

گاہے گاہے وہ بادِ صبا کو اپنا پیامبر بناتی تھیں۔

کہنا صبا مدینے میں جا کر بہ صد ادب
گلدستہ ایک نعتیہ اب لا رہے ہیں ہم

قلبِ مضطر کی خبر سوئے حرم پہنچا دے
ترے جھونکے جو ادھر بادِ صبا جاتے ہیں

وہ اسی جستجو میں رہتی تھیں کہ کسی طرح محبوبِ خدا ﷺ کے قریب پہنچ جائیں۔

رہے نظروں میں گنبدِ خضرا
ان کا جلوہ ہو زندگی کے قریب
سر بہ سجدہ رہیں، انھیں نہ کبھی
جان دے دیں گے ہم انھی کے قریب

لیکن یہ ان کی دیرینہ آرزو پوری نہ ہوئی۔ طیبہ کی یاد ان کے دل کو تڑپاتی رہی۔

ذکرِ حرم میں ملتا ہے اک لطف تہنیتؔ
قصہ یہی پسند، یہی گفتگو پسند

تمنّا رہ گئی دل میں جو ہم ہندوستان لوٹے
فدا کرنے کو روضہ پر ہم اپنے جسم و جاں جاتے

کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو مدینے میں آسودۂ خاک ہوئے۔

تہنیتؔ کی والدہ اسماء بیگم اسی زمین پر پیوندِ خاک ہوئیں۔

ان کا تعلق فرنگی محل سے تھا اور ننھیال سلسلہ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سے ملتا تھا۔

تہنیتؔ کے والد ضیاء الحق فصیح الدین احمد خاں بیدر اور اورنگ آباد میں صوبہ داری کے منصب پر فائز تھے۔

جدِّ اعلیٰ مُلّا عطاء اللہ محمود عرب سے بخارا پہنچے اور پھر دہلی آئے۔ سلطان معزالدین سام کا عہد تھا۔ ان کی قابلیت اور علمیت سے متاثر ہو کر سلطان نے انھیں ناگور کا قاضی مقرر کیا تھا۔ ان کے انتقال پر ان کے بیٹے قاضی احمد الدین ناگوری کو خلیفۂ اعظم کے عہدے پر فائز کر دیا گیا جو خود بھی عالم و فاضل تھے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے استاد تھے۔

مغل شہنشاہ جہاں گیر اور شاہجہاں کے دور حکومت میں تہنیت النساء کے افراد خاندان صوبہ داری اور وزارت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ کچھ افرادِ خاندان اورنگ زیبؒ کے دور میں دکن آئے اور اورنگ آباد کو اپنا مسکن بنایا۔

بعض افراد خاندان مشائخ اور صاحبِ رُشد و ہدایت بھی رہے ہیں۔

اس خاندانی ورثے میں تہنیتؔ کو ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوا لیکن بہت کم لوگوں نے انھیں جانا۔ ان کی شاعری سے واقف رہے اور آج جب وہ ہم میں نہیں رہیں، ان کے قدر دان انھیں یاد کر کے روتے ہیں۔

جن کلیوں کو تہنیتؔ نے اپنی آنسوؤں سے محبّت و الفت کے دھاگوں میں پرویا تھا، کاش ہم بھی ان کلیوں کو چُن سنتے، اس گلزار سے گزر سکتے۔

اس پاک بی بی کو آج ہم اپنا خراجِ عقیدت اپنی یادوں کے پھولوں سے پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔

بدبختیوں کا مُرقّع

بدبخت بشیر حسین ناظم کو اور اس کے ساتھی اقبال احمد فاروقی کو ہم نے توبہ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے جو لوگ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ کے مصداق ہوتے ہیں' وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

حضورِ اکرم سیّدِ عرب و عجم رحمتِ ہر عالم ﷺ کے لیے توہین آمیز الفاظ استعمال کرکے' اُن پر ڈٹے رہنا ایسے ہی لوگوں کا وتیرہ ہو سکتا ہے۔

حال ہی میں محقّقِ عصر حکیم محمّد موسیٰ امرتسری نے مجھے بشیر حسین ناظم کے ایک خط کی نقل دی ہے جس میں توہینِ حبیبِ کبریا ﷺ پر دیدہ دلیر' بدبخت ناظم نے ان لوگوں کو گالیاں دی ہیں جنھوں نے اس توہینِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نشان دہی کی ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس ذلت مآب نے جان بوجھ کر حضورِ سیدِ عالم و عالمیاں ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا ہے اور اس پر ذرّہ بھر شرمسار نہیں۔ بلکہ جنھوں نے چاہا تھا کہ یہ توبہ کرلے' انھیں مغلّظات بکتا ہے۔ مسلمانوں کے سے نام والا یہ شخص حضورِ اکرم ﷺ کی توہین پر نادِم ہونے کی بجائے' شاید مفتخر ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو اے ربِّ کائنات! اگلے بدبختوں کی طرح اس کے ہاتھ ٹوٹیں' یا منہ بگڑے یا ناکڑے پر نشانِ عبرت لگے۔ تجھے اپنے محبوب ﷺ سے پیار بھی ہے اور تیری قدرت بھی مسلّم ہے۔

ماہنامہ "نعت" کے گزشتہ شمارے

1988۔ حمدِ باری تعالیٰ۔ نعت کیا ہے؟ مدینۃُ الرّسول ﷺ (اول و دوم) اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (اول و دوم)۔ نعتِ قدسی۔ غیر مسلموں کی نعت (اول)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (اول)۔ میلادُ النبی ﷺ (اول' دوم' سوم)

1989۔ لاکھوں سلام (اول و دوم)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارف (دوم) معراجُ النبی ﷺ (اول و دوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (دوم) کلامِ ضیاء القادری (اول و دوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (سوم)۔ درود و سلام (اول' دوم' سوم)

1990۔ حسنؔ رضا بریلوی کی نعت۔ آزادؔ بیکانیری کی نعت (اول)۔ وارثیوں کی نعت۔ درود و سلام (چہارم تا ہشتم)۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (سوم)۔ غیر مسلموں کی نعت (سوم)۔ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (چہارم)۔ میلادُ النبی ﷺ (چہارم)

1991۔ شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول تا پنجم)۔ غریبؔ سہارنپوری کی نعت۔ اقبالؒ کی نعت۔ فیضانِ رضاؒ۔ نعتیہ مسدّس۔ عربی ادب میں ذکرِ میلاد۔ سراپائے سرکار ﷺ (اول)۔ حضوُر ﷺ کا بچپن

1992۔ نعتیہ رباعیات۔ آزاد نعتیہ نظم۔ سیرتِ منظوم۔ نعت کے سائے میں۔ حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (اول' دوم و سوم)۔ آزادؔ بیکانیری کی نعت (دوم)۔ سراپائے سرکار ﷺ (دوم)۔ سفرِ سعادت منزلِ محبت (اشاعتِ خصوصی)

1993۔ ۹۲ (قطعات)۔ عربی نعت اور علّامہ نبہانیؒ۔ ستّارؔ وارثی کی نعت۔ بہزادؔ لکھنوی کی نعت۔ حضوُر ﷺ اور بچے۔ حضوُر ﷺ کے سیاہ فام رفقا۔ رسول ﷺ نمبروں کا تعارُف (چہارُم)۔ نعت ہی نعت (اول)۔ یا رسولَ اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین۔ تسخیرِ عالمین اور رحمتٌ للعالمین ﷺ (اشاعتِ خصوصی)

1994۔ محمد حسین فقیرؔ کی نعت۔ اخترؔ الحامدی کی نعت۔ شیوآؔ بریلوی اور جمیل نظرؔ کی نعت۔ بےچینؔ رجپوری کی نعت۔ دیارِ نورُ۔ تضمینیں۔ نعت ہی نعت (دوم و سوم)۔ نورٌ علیٰ نور۔ حضور ﷺ کی معاشی زندگی۔ مدینۃُ الرسول ﷺ (سوم)۔ معراجُ النبی ﷺ (سوم)

1995۔ حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ استغاثے۔ نعت کیا ہے؟ (دوم' سوم' چہارم)۔ نعت ہی نعت (چہارم و پنجم)۔ کافیؔ کی نعت۔ انتخابِ نعت۔ خواتین کی نعت گوئی (اشاعتِ خصوصی)۔ غیر مسلموں کی نعت گوئی (اشاعتِ خصوصی)

1996۔ لطفؔ بریلوی کی نعت۔ ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ۔ سرکار ﷺ دی سیرت (پنجابی)۔ ظہورِ قدسی۔ حضوُر ﷺ کے لیے لفظ "آپ" کا استعمال۔ مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے۔ اٹک کے نعت گو شعرا۔ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا (اول و دوم --- دو خصوصی اشاعتیں)۔ نعت ہی نعت (ششم)

1997۔ شہرِ کرم (جنوری)۔ نعت ہی نعت حصّہ ہفتم۔ (فروری)۔ ہُوا یہ کہ..... (مارچ)

1997ء کے شمارے

جنوری	شہرِ کرم (مصطفیٰ ﷺ نگر)
فروری	نعت ہی نعت (حصۂ ہفتم)
مارچ	ہُوا یہ کہ......
اپریل	جوہر میرٹھی کی نعت
مئی	حضور ﷺ داویریاں نال سلوک
جون	دربارِ رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ خواتین
جولائی	احمد رضا بریلوی کی نعت
اگست	مدیحِ سرکار ﷺ
ستمبر	گجرات کے پنجابی نعت گو شعرا
اکتوبر	تہنیت النسا تہنیت کی نعت
نومبر	اُردو نعت اور عساکرِ پاکستان
دسمبر	وامق جونپوری کی نعت



ضروری وضاحت

محترم محمد صادق قصوری (بُرج کلاں، قصور) نے اگست ۱۹۹۷ء کے شمارے "گجرات کے پنجابی نعت گو شعرا" میں پرُوف خوانی کے حوالے سے در آنے والی چند غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ازراہِ کرم قارئینِ کرام تصحیح فرمالیں:

صفحہ ۷۔ سطر ۲	۸ دسمبر ۱۹۱۷ء
صفحہ ۷۵	گنہگار ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے
صفحہ ۷۷	محبوبِ عالم ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے
صفحہ ۸۶	"احوال و کلامِ مولوی نور الدین انور" ۱۹۹۷ء میں چھپی

راجا رشید محمودؔ کی مطبوعات

اُردو مجمُوعہ ہائے نعت

○ 1- وَرَفَعنَالَکَ ذِکرَکَ 1977، 1981، 1993 (صفحات 136)

○ 2- حدیثِ شوق (دوسرا مجمُوعۂ نعت) 1982، 1984، 1986 (صفحات 176)

○ 3- منشورِ نعت (اُردو پنجابی فردیات) 1988 (صفحات 176)

○ 4- سیرتِ منظوم (بصُورتِ قطعات) 1992 (صفحات 128)

○ 5- "92" (نعتیہ قطعات) 1993 (صفحات 112)

○ 6- شہرِ کرم (مدینۂ طیبہ کے بارے میں نعتیں) 1996 (192 صفحات)

○ 7- مدیحِ سرکار ﷺ - 1997 (124 صفحات)

پنجابی مجمُوعہ ہائے نعت

○ 8- سُتھاں دی اَتّی (صدارتی ایوارڈ یافتہ) 1985، 1987 (صفحات 124)

○ 9- حق دی تائید - 1956 (صفحات 8)

تحقیقِ نعت

○ 10- پاکستان میں نعت - 1994 (صفحات 224)

○ 11- غیر مسلموں کی نعت گوئی - 1994 (صفحات 400)

○ 12- خواتین کی نعت گوئی - 1995ء (صفحات 436)

○ 13- نعت کیا ہے؟ 1995 (صفحات 112)

○ 14- اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا - اول - 1996 (408 صفحات)

○ 15- اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا - دوم - 1997 (400 صفحات)

انتخابِ نعت

○ 16- مدحِ رسول ﷺ - 1973 (صفحات 198)

○ 17- نعتِ خاتم المرسلین ﷺ - 1982، 1988، 1993 (صفحات 164)

○ 18- نعتِ حافظ (حافظ پیلی بھیتی کی نعتوں کا انتخاب) 1987 (صفحات 276)

○ 19- قُلزُمِ رحمت (امیرؔ مینائی کی نعتوں کا انتخاب) 1987 (صفحات 96)

○ 20- نعت کائنات (اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم انتخاب) مبسُوط تحقیقی مقدّمے کے ساتھ - جنگ پبلشرز کے زیرِ اہتمام - چار رنگا طباعت - 1993 - (صفحات 816 - بڑا سائز)

○ 21- ماہنامہ "نعت" کی اشاعت کے ساڑھے آٹھ برسوں میں بیسیوں موضوعات اور بہت سے شعراءِ نعت کی نعتوں کا انتخاب راجا رشید محمودؔ نے کیا ہے - ماہنامہ "نعت" اب تک 14 ہزار سے زاید صفحات شائع کر چکا ہے -

اسلامی موضوعات پر کتابیں

○ 22- احادیث اور معاشرہ - 1986، 1987، 1988 (بھارت میں بھی چھپی) صفحات 192

○ 23- ماں باپ کے حقُوق - 1985، 1993 (صفحات 112)

○ 24- حمد و نعت (تدوین) 16 مضامین، 49 منظومات - 1988 (صفحات 224)

○ 25- میلادُ النبی ﷺ (تدوین) 16 مضامین، 80 میلادیہ نعتیں - 1988 (صفحات 236)

○ 26- مدینۃُ النبی ﷺ (تدوین) 16 مضامین، 57 منظومات - 1988 (صفحات 224)

تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

○ 27- اقبالؒ و احمد رضاؒ: مدحت گرانِ پیغمبر ﷺ - 1977، 1979، 1982 کلکتہ ( ) (صفحات 112)

○ 28- اقبالؒ، قائدِ اعظمؒ اور پاکستان - 1983، 1987 (صفحات 160)

○ 29- قائدِ اعظمؒ ----- افکار و کردار - 1985 (صفحات 160)

○ 30- تحریکِ ہجرت 1920 (تاریخی و تحقیقی تجزیہ) 1982، 1986، 1994 (صفحات 464)

مزید کتابیں

○ 31- میرے سرکار ﷺ - 1987 (صفحات 144)

○ 32- حضور ﷺ اور بچے - 1993 (صفحات 112)

○ 33- تسخیرِ عالمین اور رحمتٌ للعالمین ﷺ - 1993 (صفحات 256)

○ 34- درود و سلام - 1993، 1994ء، 1995، 1996، 1997 (آٹھ ایڈیشن چھپے) صفحات 128

○ 35- قرطاسِ محبّت (حبِّ رسُول ﷺ کے مظاہر) 1992 (صفحات 144)

○ 36- سفرِ سعادت، منزلِ محبت (سفرنامۂ حجاز) 1992 (صفحات 224)

○ 37- راج دُلارے (بچوں کے لیے نظمیں) 1985، 1987، 1991 (صفحات 96)

○ 38- میلادِ مُصطفیٰ ﷺ - 1991 (صفحات 48)

○ 39- عظمتِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ - 1991 (صفحات 32)

○ 40- منظومات (نعتیں، مناقب، نظمیں) 1995 (صفحات 160)

○ 41- دیارِ نُور - (سفرنامۂ حجاز) 1995 (صفحات 112)

○ 42- حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ - 1995 (صفحات 256)

تراجم

○ 43- الخصائص الکبریٰ - جلد اول و دوم (از علّامہ سیوطیؒ) 1982

○ 44- فتوحُ الغیب (از حضرت غوثِ اعظمؒ) 1983

○ 45- تعبیر الرؤیا (منسوبؒ امام سیرینؒ) 1982

○ 46- نظریۂ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) 1971

شاعر کے مجموعہ ہائے نعت

۱۔ وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ۔ ۱۹۷۷، ۱۹۸۱، ۱۹۹۳ (تین ایڈیشن)

۲ حمدیں ۱۳۷ نعتیں اور ۱۴ مناقب۔ ۱۳۶ صفحات

۲۔ حدیثِ شوق۔ ۱۹۸۲۔ ۱۹۸۴، ۱۹۸۶ (تین ایڈیشن)

۷۸ نعتیں۔ ۱۷۶ صفحات

۳۔ منشورِ نعت۔ ۱۹۸۸

نعت کی دنیا میں فردیات کا پہلا مجموعہ (اُردو اور پنجابی فردیات) ۱۷۶ صفحات

۴۔ سیرتِ منظوم۔ قطعات کی صُورت میں پہلی منظوم سیرتُ النبی ﷺ شروع میں "اردو میں منظوم سیرت کی تاریخ" کے موضوع پر تحقیقی مقدّمہ۔ حضور ﷺ کے لیے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۹۹۲۔ ۱۲۸ صفحات

۵۔ ۹۲۔ (نعتیہ قطعات) ۱۹۹۳۔ "عناصر کی تعداد" کے عنوان سے مقدّمہ۔ ص ۱۱۲

۶۔ شہرِ کرم۔ ۱۹۹۶۔ دنیا کے شعری ادب میں کسی شاعر کا پہلا مجموعۂ نعت جس کا ہر شعر مدینۂ منوّرہ کی تعریف میں ہے۔ شہرِ کرم کی ۱۹ نادر (چار رنگا) تصاویر۔ ۱۹۲ صفحات

۷۔ مدیحِ سرکار ﷺ۔ ۱۹۹۷۔ شاعر کا ساتواں اُردو مجموعۂ نعت جس میں ۴۳ نعتیں اور ۴۳ نعتیہ اشعار ہیں۔ ۱۲۸ صفحات

۸۔ نعتاں دی لَڑی۔ ۱۹۸۵، ۱۹۸۷

پنجابی کا پہلا نعتیہ دیوان جسے ۱۹۸۸ میں صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ ۴۳ نعتیں۔ پنجابی کا واحد مجموعۂ نعت جس میں حضور ﷺ کے لیے جمع کا تعظیمی صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

۱۴۴ صفحات

۹۔ حق دی تائید۔ شاعر کی پہلی پنجابی اُردو کاوش جو ۱۹۵۶ میں شائع ہوئی

۱۰۔ منظومات۔ ۱۹۹۵۔ ۱۶۰ صفحات۔ (اِس میں ۱۹ نعتیں بھی ہیں)

راجا رشید محمود کا نعت کے موضوع پر تحقیقی کام

پاکستان میں نعت

فہرستِ مندرجات یہ ہے:

○ نعت کیا ہے؟ ○ برِّ صغیر میں نعت گوئی کا فروغ ○ قیامِ پاکستان کے بعد نعت ○ پاکستان میں مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت ○ جن کے مجموعے ابھی طبع نہیں ہوئے ○ انتخابِ نعت ○ جرائد کے نعت نمبر ○ نعت سے متعلق جرائد ○ رسائل و جرائد کے رسول ﷺ نمبر ○ نعت کے موضوع پر کیا گیا کام ○ نعتیہ مشاعرے ○ نعت خوانی ○ نعت ایوارڈ ○ پاکستان میں فروغِ نعت کے اسباب ○ نعت کے موضوعات ○ ہیئتی تنوّع ○ نعت کے آداب ○ نعت پر تنقید کی ضرورت ○ علاقائی نعت

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لیے ۸۳۸ کتابوں اور رسائل و جرائد کے ۲۲۱ خاص نمبروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

صفحات ۲۲۴

نعت سے متعلق مزید تحقیقی کتب

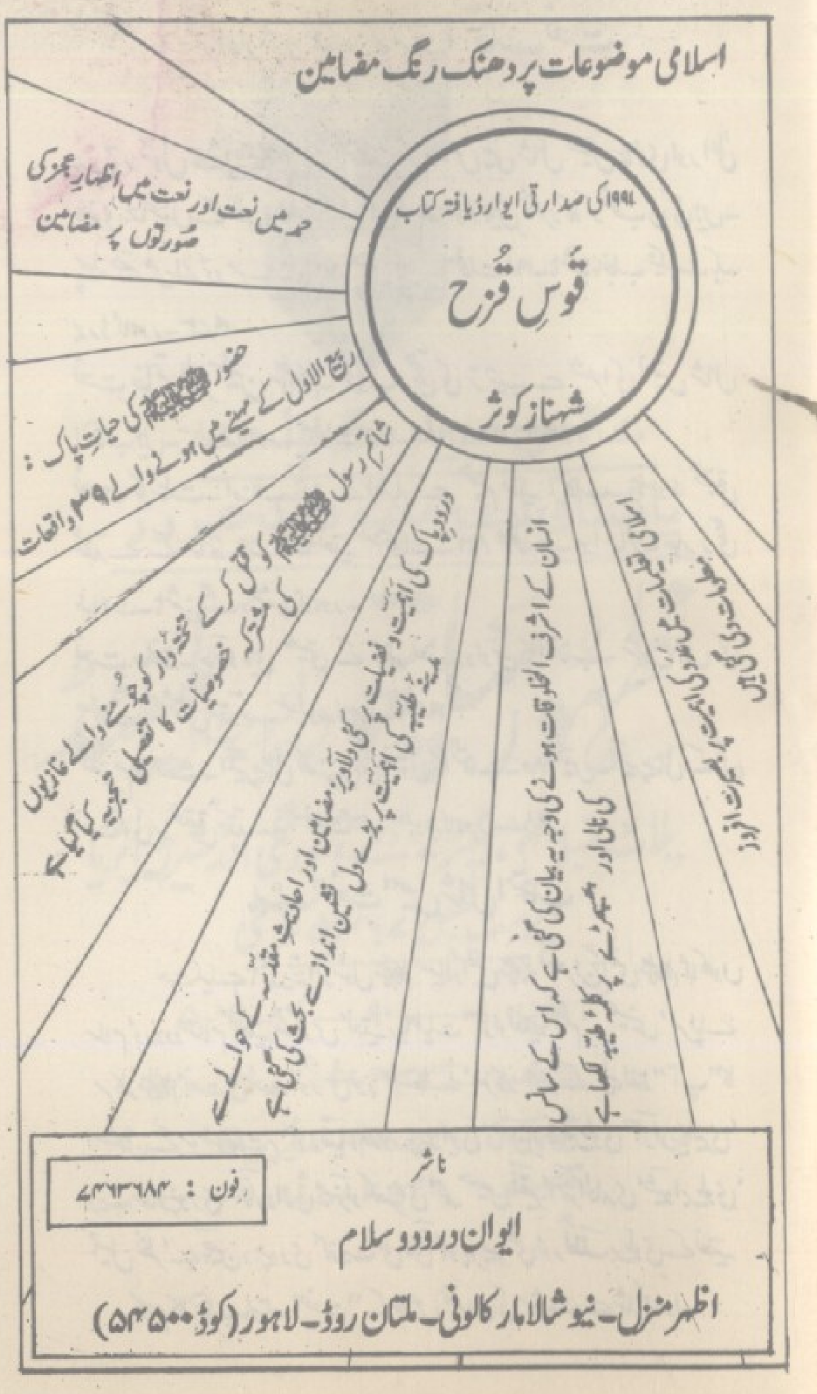
☆ غیر مسلموں کی نعت گوئی (۴۴۸ صفحات) ۱۹۹۳

☆ خواتین کی نعت گوئی (۳۳۲ صفحات) ۱۹۹۵

☆ نعت کیا ہے؟ (۱۱۲ صفحات) ۱۹۹۵

☆ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ جلد اوّل (۴۰۸ صفحات) ۱۹۹۶

☆ اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ جلد دُوُم۔ (۴۰۰ صفحات) ۱۹۹۷



راجا رشید محمود کے مُرتّبہ انتخابِ نعت

مدحِ رسُول ﷺ۔ انتخابِ نعت جس میں شامل نعتیں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے طلبہ و طالبات کی ذہنی استعداد کو پیشِ نظر رکھ کر منتخب کی گئی ہیں۔ پہلے حصّے میں ۷۱، دوسرے میں ۸۴ نعتیں ہیں۔ صفحات ۱۹۸۔ ناشر: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور۔ ۱۹۷۳

نعتِ خاتم المرسلین ﷺ۔ حروفِ تہجّی کی ترتیب سے شعرا کی نعتیں شامل انتخاب ہیں۔ مطبوعہ لاہور۔ صفحات ۱۸۴۔ ۱۹۸۲، ۱۹۸۸، ۱۹۹۳

نعت کائنات۔ اصنافِ سُخن کے اعتبار سے ضخیم نعتیہ انتخاب۔ مبسُوط تحقیقی مُقدّمے کے ساتھ۔ ۱۰۲۷ نعتیہ منظومات۔ ۸۱۶ صفحات۔ بڑا سائز۔ چار رنگی طباعت۔ ناشر: جنگ پبلشرز لاہور۔ ۱۹۹۳ء

نعتِ حافظؔ۔ حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب۔ شروع میں کئی صفحات پر مشتمل مقدّمہ۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۸

قُلزُمِ رحمت۔ امیرؔ مینائی لکھنوی کی نعتوں کا انتخاب۔ ۸۰ نعتیں۔ امیرؔ مینائی کے فنِ نعت گوئی پر تحقیقی مُقدّمہ۔ صفحات ۹۶۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۸۷

ماہنامہ ”نعت“ میں شامل انتخاب

نعت کیا ہے؟ مدینۃ الرّسُول ﷺ، میلادُ النبی ﷺ، معراجُ النبی ﷺ، لاکھوں سلام، درود و سلام، نعتیہ مسدّس، نعتیہ رباعیات، آزاد نعتیہ نظم، تضمینیں، سراپائے سرکار ﷺ، نعت ہی نعت، نُورٌ علیٰ نور، استغاثے، سرکار ﷺ کے لیے لفظ ”آپ“ کا استعمال کے موضوعات پر، اور ضیاءؔ القادری بدایونی، حسنؔ رضا بریلوی، آزادؔ بیکانیری، غریبؔ سہارنپوری، ستارؔ وارثی، بہزادؔ لکھنوی، محمد حسین فقیرؔ، اخترؔ الحامدی، شیداؔ بریلوی، جمیل نظرؔ، بے چینؔ رجپوری، کفایت علی کافیؔ، جوہرؔ میرٹھی اور لُطفؔ بریلوی کے نعتیہ کلام کا انتخاب ماہنامہ ”نعت“ کے خاص نمبروں کی حیثیت سے شائع ہوا۔

Monthly **NAAT** *Lahore*
CPL 106

